ما شاء الله لا قوة الا بالله
از نتائج افادات مجمع الکمالات جناب معلی القاب محمد عمر علیخان بهادر متخلص به عیش دام اقباله
مرقع تهذیب
باهتمام امیدوار رحمت و مغفرت عاجز محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد بخش خان مغفور
۱۲۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

زبان سے کام لیتا ہون قلم کا	بنا دیتا ہون مضمون ساتھ

صاحبو [illegible] مین عقل و درایت اور ہماری دانائی بدرست مقتضی ہی اسکی ہی کہ جس کائنات کا خالق اور
تمام موجودات کا مالک مطلق اور سچا فرمانده لاشریک جانین کہ جسنے یہ ہمارا تن توش یہ ہمارا دیل و دل
آنکھین یہ پاؤن یہ بے قیمت کان اصول صحیح لاثانی ناک سک نرالی دانت موتیون سے قول
عطا کیا اور پھر آنکھون کو بینائی کانون کو شنوائی زبان کو گویائی دی عقل کو رسائی بن مانگے عنایت
فرمائی غور کرو تو کیا یہ ہماری ہستی تھا یہ صناعی ہماری گر بہت بڑا استغفر اللہ حمد اوسیکو زیبا ہو اور
لائق صفت و ثنا وہی ذات ہو جنتا ہو جل جلالہ و عم نوالہ لوگو تو ملکات سے ترتیب تنبیہات کی خوبی
اچھے برے کی پہچان نیک و بد کی سمجھ سیاست مدن تدبیر منزل تہذیب اخلاق اور اکے خیر و شر اقسام نفع
و ضرر کیا ہمارے نفس امارہ کا کام تھا نعوذ باللہ نہین نہین بلکہ جہانتک عقل کو اور اکے خیال کو وسعت
فہم اور رسائی فکر کو عوض ہی وہ سمجھ مین آتا ہی کہ یہ ایسی ذات پاک کا صدقہ ہی کہ جسنے ظلمت ضلالت و
گمراہی شرک و کفر کی سیاہی انوار ہدایت سے جتائی یعنی [illegible] فرمایا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ
اجمعین کی ذات کے وہی سزاوار ہی تعریف اوسیکو درکار ہی بعد حمد و نعت کے گذارش کرتا ہون کہ میری
توجہ ہوئی [illegible] تھی کہ اپنی ہرزہ درائی اور لا یعنی بکواس کو آویزہ گوش سامعین کرتا میکن

شایستگی و تہذیب حصول علم و اخلاق آدمیت کی شایستگی ظاہری درستی لباس اور باطنی حقائق و معارف
اور عمل بھلا اتنا پاس ہمارا عین چیزیں ایسی ہیں کہ جنکا بیان کرنا کچھ ضرور نہیں آپ بھی مثل آن جناب کے ہو جایئے
ان قدردانوں نے بوجہ احسن جیسا کہ چاہیے اپنے کمال پر پہونچایا اب ایک درجہ متوسط کی چیزیں بھی سن
لیجیے کہ جن اشیاء نا مکمل نے کہ مادہ حسن کمال وہین موجود تھا اپنے طالبوں کو اسقدر وہ وجود نہ کہ
طلب کر لیا اور ہمین سے تھوڑی تھوڑی چیزیں نا مکمل آپ کے پاس موجود ہیں ایسا نہو کہ بسبب ناقدردانی کے
باقی ماندہ بھی آپ کے ہاتھ سے جاتی رہیں کیونکہ جو چیزیں کہ ہم اہل انگلنڈ کے پاس دیکھتے ہیں تو بہت خوش
وضع اپنی حد کمال پر دیکھتے ہیں اور انھیں کو جب ہم اپنے ہمعصروں کے پاس دیکھتے ہیں تو بہت
بے ڈھنگی بد وضع طور پر نظر آتی ہیں مثلاً جب ہم انکے دیہات اور اراضی پر گذرتے ہیں تو زمین آمادہ زراعت
لہلہاتے ہوئے نہ بتان جہاں ہی رعایا آسودہ و خوش اسکے صاف نظر آتے ہیں اور جب ہم دو چار کوس کی مسافت
سندھ اور پنجاب کے رئیسوں کے علاقے کو دیکھتے ہیں تو زمین کوسوں ویران نہ آبادی کا پتا نہ سرسبزی کا نشان
غرض کہ ہم کہانتک سمع خراشی کریں کسی چیز کو من اعلیٰ الی آخرہ شایستہ نہیں پاتے کیا انھیں مادہ کمال
نہیں کیا یہ زمین شایستگی آبادی کو نہیں چاہتی ہوگی یا ان بھن تا ہمارا کو حقوق سرکار ادا کرنا نہو گا اور
اس ملک کو اپنی ویرانی منظور ہوگی نہیں بلکہ اور زیادہ اسلیے کہ جب تک لطف تہذیب و شایستگی سے
مطلق بے بہرہ تھیں تو کچھ اسقدر پروا نہ تھی اب کچھ دیکھی اور زیادہ طالب ہونگی کہیں ایسا نہو کہ آپکی
ناقدردانی کے سبب سے یہ چیزیں آپ کے قبضے سے نکل جائیں اور خود بدولت منہ دیکھتے رہ جائیں
بجز افسوس کے پھر کچھ ہاتھ نہ آئیگا المؤلفہ ہر سنگ میں شرارتی طالب ظہور کا ... حکومت سرکار انگریزی
کو ملک ہندوستان میں ہشتاد برس سے عرصہ زیادہ ہوا لیکن افسوس اب تک انتظام رئیسوں کے
ملک کا باوصف تعلیم اور تہذیب کے خاطر خواہ نہیں ہوا گو بپاس لحاظ ہم اچھا بھی کہہ سکتے ہیں لیکن یہ
ہماری بھلائی کیا برعایت قومی ہے یا محمول کسی غرض پر قابل اطمینان نہیں بلکہ بیا مرضرور امی کسی
نہ کسی دن نتیجہ نا مرغوب بخشے گا یہ تو تمہید ہوئی اب حال آگے لکھیے جب ہم اصل مدعا پر غور کرتے
ہیں تو سوات خلل قومی باعث بد انتظامی ایسی پاتے ہیں کہ جن سے اب کیا امید ہے کہ کبھی انتظام کی

ہین کہ خواہ مخواہ رئیس کو محبوس دائمی بننا ہوتا ہے اور لذت آزادی سے بالکلیہ محروم جیسے کہ پنجرے کے جانور
رئیسون کا تماشا دیکھا ہوگا اوسکے دل مین ضرور میری باتین بیٹھ جاوینگی تب عادات شبانہ روزی کے
دو وقت ہی بھی سن لو اول تو سب سے مقدم سونا پھر علاج ضروری سے فارغ ہونا نہانا کھانا پہننا اسکے بعد دربار
مین بلا ضرورت بیٹھے رہنا اگر اذن ہوا تو تفریح کو نہ سہی پھر ہمنشینون سے گفتگو مذاق آمیز جو بہت نرم تیز
آگے بعد طبیعت مین تکدر پایا کہ ایک دو شیشے شربت نوش فرمایا پھر گلگشت مین اور باغ فرحت افزا کی سیر کی
جا سعادت بلا ذلت سے صدائے بسم اللہ اور اللہ نصیر تو دیت تو دن کا مذکور ہوا اب رات کی سنیئے کہ رات بھر ناچ رنگ
تماشا ہوا ہمیا ہے آغوش عصمت سے نیند تو ہم کبھی یاد کبھی کہ نصف شب تک یہی حال ہے جب کہ سپیدۂ صبح
نمودار ہوئی کھانا نوش جان فرمایا اب وقت استراحت آیا افسانہ خوان آئے جھوٹ سچ خوب جوڑ کے
سب حضرت نے جا خواب غفلت پیا افسانہ خوانون نے گھر کا رستہ لیا تمام دن اسی چوتھے پہر رات دن
اور نو دس گھنٹے بناؤ سنگھار مین گذرتا رہے اور ہر سکوت شب روز اپنی خود بینی اور تن پروری سے سروکار
رہتا ہے اور اسکے ضروری سے حفظ مراتب مین لگا ہے وہ دوسرے کے حال پر کس طرح التفات کر سکتا ہے
خلل چہارم رعایت قرابت یا شرافت یا قومی ہونے یا جرائم تعزیرات یا تہدیدات سے بعض اشخاص کا
دست کشی کرنا خلل پنجم موافق حیثیت کے جرمانہ کرنا نہ باندھنا خلل ششم اہل کار قلیل المعاش ہونا
اور ظاہر ہے کہ آدمی بسبب قلت معاش اور عسرت خرچ کے مرتکب رشوت ستانی اور الٹا سونا جائز خورد و برد
سرکاری کے ہوتا ہے جہان پایا الغرض جس طرح ہاتھ آیا کھایا اور اڑایا جب بھوکھون مرین تو کیا کرین خلل ہفتم
زمین کے انتظام کا عجیب حال ہے جب انتظام ہوتا ہے گویا پرگنہ نیلام ہوتا ہے جو بڑھ چلے وہی پائے نہ اسکی
کی خبر ہے کہ یہ تو دیہ آباد کتنا ویران کسقدر ہے اگر زمیندار نے گاؤن آباد کیا اپنا گھر برباد کیا جمع دیہ
بڑھ جاتی ہے سارا جبر پر آفت آئی دوسرے نے اضافہ دیا اس سے گاؤن چھٹا گھر لٹا ادھر یہ محروم ادھر دیہ
ساتھ ہی ازسکان ہوا اور نئی بد قولی سے کان کھڑے ہوئے تھوڑے دنون مین گاؤن ویران ہوا
القصہ بات یہ ہے کہ آبادی اور ویرانی زمینداروں کے ہاتھ ہے ہمارے حضرت تو جمع دیہ بڑھاتے ہین
سم نصیحت سنتے اور الٹے منہ کی کھاتے ہین بکھیڑے قصہ مختصر یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے یہ

ہفت خلل گویا ہفت خوان رستم ہین جنکا استعلام کرنا خالی از جرات نہین جب ہم اپنے ہم قوم بھائی
مسلمانون کے افلاس و ناکامی کی طرف دیکھتے ہین تو بے اختیار کمال افسوس کے ساتھ یہ منہ سے
نکلتا ہے کہ اے خدا تیری کیا شان ہے یا وہ عزت و شوکت تخت سلطنت اور فر بادشاہی یا یہ بیچارگی اور
درماندگی و گدائی و جانکاہی یا وہ شاہانہ لباس یا یہ افلاس یا وہ شوکت کیانی یا یہ بے سروسامانی یا وہ
خداوند نعمت کیوان مرتبت عالی شان یا یہ پھٹے کپڑے شکستہ حال ٹوٹا مکان یا وہ رنگ و روغن یا یہ جوبن
یا وہ عزت یا یہ ذلت یا وہ نور اقبال یا وہ جلال یا یہ حال تعز من تشاء و تذل من تشاء ع پسند
اوسکی یہی چلے ہے جسے وہ پسند ہے بنا بر جب ہم انکے اسباب ظاہری اور باطنی طرف خیال کرتے ہین
تو علاوہ اور اسباب کے دو سبب قوی پاتے ہین ایک عدم اتفاق جب تک اس قوم مین علم و اتفاق
رہا ترقی روز افزون رہی [illegible] حسب خواہش جو
آیات مین غور و عقل سلیم سے مستقیم [illegible] مخزن علم [illegible]
ہر فرد بشر واقف علوم عجیبہ و ماہر فنون غریبہ تھا اول [illegible] لیاقت [illegible] باتین [illegible] کمال
یہان تک کہ مرجع انام اور مشار الیہ خاص و عام تھے جب سے ان باتون مین اختلال آتا گیا دولت و دنیا مین
زوال آتا گیا تھوڑے عرصے مین یہان تک نوبت آئی کہ دولت و دنیا سب گنوائی اب یہ حالت ہے کہ باوجود
افسوس ہے مقام ملالت ہے ادنی ادنی قومین کہ جنمین نا بینائی اور اسلام نور ایک طرف دولت کے قریب
ہونا سے بھی نصیب نہ تھا اور پیشانی آستانہ فلک نشان سے رگڑنا نصیب نہ تھا اگر خدا نخواستہ میسر بھی ہوا تو فخر سمجھا
جانتے تھے سو دست حاصل ہونا تو محال تھا مدتون اس آبرو کے حاصل کرنے مین خاک چھانتے تھے
افسوس صد ہا افسوس [illegible] شان کبریائی ہے حقیقت مین کسی کو قیام
نہین ہمیشہ تیری ہی بادشاہی ہے اگر دولت علم کو نہ کھوتے یون مفلسی کی جان کو نہ روتے آپس مین
اتفاق رہتا نفاق نہ ہوتا تو یہ کلمہ اہانت اتنا شاق نہ ہوتا اور یہ تو قدیمی ہے [illegible]
خیر صبح کا بھولا اگر شام کو آ جاوے تو اوسے بھولا نہین کہتے اگر اب بھی اختلافات مذہبی [illegible]
مشترک بے فائدہ کے باہمی رنج و ملال اور آپس کا جھگڑا قیل و قال کو چھوڑ کے اتفاق منظور کرین

جب ہمنے ملہار راؤ کے مقدمے کو بچشم غور مین اول سے آخر تک بطور اجمال اکثر اخبارات سے ملاحظہ کیا تو کل
کارروائی اسکی پنج حرفی دریافت ہوئی معلوم ہوا کہ یہ دنیا پنجروزہ ہے ملہار کے بھی پانچ ہی حرف مین
اور یہ اسم مرکب ہے دو لفظون سے اوّل مل یعنی پہلوان دوم ہار یعنی شکست اسمین یہ نکتہ پیدا ہوا کہ
۱ـ مہاراج نے پہلوانی یعنی سینہ زوری تو بہت کی آخر جو ہار تھی آخر کار رہی ہی ۲ـ مہاراج کا
مقدمہ کمیشن سے ہوا اسکے بھی پانچ ہی حرف ہین ۳ـ مہاراج کے حواس خمسہ مین اسقدر فتور آگیا
کہ جب مدراس مین پونہچے تو کہا کہ مین نے جانا کہ کلکتہ ہے مدراس اور کلکتہ دونون پنج حرفی ہین ۴ـ ایک
بطور مدراس کے بڑودہ بھی پنج حرفی تماشا مین دیکھتے ہین آولاج کہ پنچ سرکار سے کہین انہونے الغرض
غرض ہے پنج حرف ہم اوسکے قفس مین ہے جو چھوٹے دام سے آئے قفس مین ۶ـ دوم ایک ملہار اور مدراس
دونون کے سر پر میم ہے اور میم عربی مین بشکل حلقہ ہوتا ہے کل پانچون کارروائیان پنجشنبے کو ہوئین
۱ـ پنجشنبے کو کھنڈے راؤ نے ملہار راؤ کو قید کیا ۲ـ پنجشنبے کو ملہار راؤ ریاست بڑودہ سے معزول
ہوئے ۳ـ پنجشنبے کو ملہار راؤ بحالت پوشیدہ شہر بدر ہوئے ۴ـ پنجشنبے کو اونکی رانیون کا اخراج ہوا
۵ـ پانچوین تاریخ کو سیاجی راؤ ثانی ملہار راؤ کی جگہہ مسند نشین ہوئے ۵ـ ملہار راؤ کے پانچون پن
قید مین کٹے ۱ـ قید بطن مادر ۲ـ قید علاقات دنیا ۳ـ قید برادر ۴ـ قید فرنگ ۵ـ قید مرگ
کہ وہ بھی یقینی اور ناگزیر ہے بقول استاد ۔ کیا گلہ صیاد سے ہمکو یونہی گذری ہے عمر ۔ اب اسیر دام ہین
تب تھے گرفتار چمن ۔ ۶ـ اس مقدمے سے پانچ تجربے ہمین حاصل ہوئے ۱ـ جو اپنی ریاست کی
بنا عیش و عشرت اور ہوائے نفسانی پر رکھے گا اوسکا یہ حال ہوگا ۲ـ جو اپنی رعایا اور اقارب کو ناراض
رکھے گا اوسکا بھی یہی حال ہوگا ۳ـ جو اجلافون کو مصاحب بنائے گا اوسکا بھی یہی حال ہوگا ۴ـ جو
غیر مستعد لوگون سے راز دل کہے گا اوسکو بھی یہی نتیجہ حاصل ہوگا ۵ـ جو کوئی کسیکو ناحق ستائے گا
وہ بھی ستایا جائیگا المولف ۔ اپنے کیے کی آپ سزا ہی مین پاتے ہین ۔ ستائے وہ بھی جاتے ہین جو اوروں کو
ستاتے ہین ۔ ۷ـ ستاکر مہاراجہ پانچ ناقص کارروائی کرتے تھے ۱ـ انتظام ریاست سے غفلت ۲ـ
اجلافون مصاحب کا رکھنا ۳ـ [illegible] کا زناہی ۴ـ رزیڈنٹ صاحب یعنی حاکم سے رنجش ۵ـ گورنمنٹ کے خلاف

کہ خاص وقت ملے ملاقات اہل ہند کے مقرر کیا جاوے اور وہاں اسباب تواضع موافق وقت ہو۔ اہل ہند
کے نسبت چوتھا امر شکایت کسی اور چونگی کا ظاہر ہوا ہے کہ سرکار والا سے حفاظت اور بہبودی رعایا کے لیتی ہے
اور بیانر نرخ یا بھی سے شکایت پیدا کرتے ہیں اس بارے میں میری یہ رائے ہے کہ ہر شہر میں ایک ایک
کمیٹی رعایا کی سرکار کی جانب سے ہو جاوے اور یہ روپیہ اونکے سپرد ہوا اور اونکو ہدایت ہو کہ وہ اوسکو
روپیہ کو اصلاح قومی اور حفاظت قومی میں جہاں مناسب سمجھا صرف ہو صرف کریں اور سرکار نگران
حال رہے۔ پنجم عرض ہے کہ منع رسائی عوام ہے تا کہ لوگ دریافت ظلم رسیدہ حاکمان ماتحت کیسے جو
بسبب عوارض و موانع کے مقامات دور دست سے قابض نہیں ہو سکتے بالمشافہ شنوائی ہے یہاں
برخلاف اسکے ممانعت گذارش زبانی اور شکایت حاکم زیرین کی ہوتی ہے اور اگر ہو تو بذریعہ اوسی
حاکم کے پھر محکمے سے کیا فائدہ بجز حصول حجت اور آزار عذر و شکایت جوانان لشکر مزید برآن ہے
اصول ہے میں میری یہ رائے ہے کہ عام اجازت ہو جاوے کہ رعایا عرض زبانی یا بذریعہ عرضی بلا تعرض
اصد کے کیا کرے اور قیمت رسد وغیرہ معروضہ کسی مہتمم کے دلائی جاوے ششم اکثر محکموں میں شکایت
رشوت ستانی کی ہوتی ہے اور تدارک اوسکا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اون آئین رعایا کو بہت پریشانی ہوتی
ہے کیونکہ بغیر رشوت دیئے کام نہیں نکلتا اور لینے والا اکثر جھوٹا پڑتا ہے سبب اسکا یہ ہے کہ کام اکثر خفیہ ہوتا
ہے اور حاکم اسکے حسب قانون گواہ طلب کرتے ہیں اس بارے میں میری یہ رائے ہے کہ اسکی بداشتی کو
ایک محکمہ رشوت ستانی کا علیحدہ کیا جاوے اور وہ اوسکی تحقیقات بطور خفیہ کرے اور گویندے اونکو
مخفی ہر ہر محکمے میں مقرر کریں اور انعام اسکا نصف مال رشوت پاوے اور بھی محکمہ گیرائی کے سپرد ہوا
اور محلے کی حیثیت کی نگرانی رہے ہفتم بعض امور خلاف سررشتہ واقع ہونے کے سبب بیسوں کو
سخت پکڑ ہونے کی شکایت ہے میری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ ایک ایک دستور العمل مجلس کا اور اسکے
خلاف مندی میں کوئی عذر غفلت یا عدم واقفیت قابل پذیرائی نہ ہوگا ۵ کچھ داغ جوانی
ہیں عشق کا چسکا طفلی میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا ہے سچ ہے کہ پوت کے پاؤں پالنے میں
نظر آتے ہیں واقعی یہ کیا اوگت بر وسے کے چکنے پات لیکن تربیت والدین کو بھی بڑا دخل ہے ملفوظ

ہو اور نہ ذرا استعداد رہی کہ اب کیوں درست نہیں رہتے ایک کیا کریں ہمیشہ سے اہل یورپ کا تو یہ دستور
ہے کہ عام فوائد کے خیالات سے ہر مشکل کو ایسا آسان کرتے ہیں کہ ہر شخص اوس سے فائدہ مند اور
متمتع ہو اور ہمارے حضرات کا یہ قاعدہ ہے کہ مشکل تو مشکل سہل کو بہ استعداد دشوار کرتے ہیں کہ عوام
تو عوام خواص کا بھی ذہن وہاں تک نہ پہنچے تاکہ انکی قدر رہے اور دوکان چلتی رہے یہی باعث عدم ترقی اہل ہند کا ہے

اجتماع ضدین

کوئی کام جو سبب ہو اور اوسکے منافی اور مخالف پایا جاوے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہونا نہیں
خصوصاً اوس حالت میں کہ اجتماع ضدین کی ہے جیسا کہ آجکل حال گورنمنٹ اور بعض رئیسوں کا ہے کہ
گورنمنٹ کو تو انتظام اور انصاف منظور ہے اور رئیسوں کو بدنظمی اور نا انصافی مدنظر اور گورنمنٹ اگر
ہوئی بھی تو بپاس خاطر حاکم دکھلانے کو دو چار عدالتیں مقرر کر لیں یا ایک آدھ کچی پکی سڑک بنوا دی یا کوئی
چھوٹا موٹا بنگلہ کوٹھی بنوا کر دس بیس میز کرسیاں کوئی ہیوی برتن رکھ دیں یا کوئی رسم بڑے نام مقرر
کر دیا تاکہ صاحب بہادر دیکھکر یہ کہیں کہ یہ بھی کوئی تعلیم اور تربیت یافتہ مہذب ہیں مگر اس سے کیا
ہوتا ہے نئی تہذیب میں پرانی چال چلن کو بھی کھو بیٹھے ہیں نقل میں اصل بھی جاتی رہتی ہے جب
ہم رئیسوں کی حالت موجودہ پر بنظر انصاف غور کرتے ہیں تو صاف یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے
آپ کو ابھی تک خلیفۃ الارض اور وارث ملک و مال جانتے ہیں اور یہ بھی اونکے دماغ میں سمائی ہوئی
ہے کہ رعایا ہماری خادم اور مملوک ہے اور ہم اوسکے مخدوم اور مالک ہیں جس قدر ظلم اور تعدی کریں
سب روا ہے اور اونکا تمام مال و منال تن من دھن سب ہمارا ہے جسطرح جس وجہ جس طور سے چاہیں
لے لیں ہم مختار ہیں یہ سارا فتور اون ہمنشینوں کی مصاحبت کا ہے جو اونکو سرکار ولی نعمت اور
ان داتا کے لقب سے یاد کرتے ہیں وہ بنائے ریاست کو اپنی اصطلاح میں انصرام حوائج نفسانی برآمد
خواہش جسمی کے لیے موضوع جانتے ہیں پھر دوسرے کا خیال کیونکر ہو اگر کچھ بندوبست ہے تو اسی کا
ہے اور انتظام ہے تو یہی ہے کہ جب ریاست کا تکدمہ سنیے گا تو پہلے خرچ ذات خاص ہے باورچیخانہ توشکخانہ
اندرونی بیرونی مصارف عنایات الطاف سے کچھ بچا تو حق ارباب نشاط اور خوش آمدیوں کا ہے

مستفید ہوتے تو کچھ حاصل بھی جاتی غنیمت یہ ہیکہ ان پر ایک دوسرا حاکم ہے جسکو وہ باتین منظور ہین
رعایا کو منظور نہین اسلیے ہر ہر محکمے مین ہنگا فضیحتی ہی ہوتے دیکھی ہے اور نتیجہ اوسکا رعیت کے حق مین
بہتر نظر آتا ہی حکام کے خوش ہونے کو قانون تو جاری کر دیا اور رعایا بھی بخیال حرج نفع اور حکم حاکم کے
قانون مجاریہ سے واقف ہو گئی لیکن نہ خود بدولت قانون جانتے ہین نہ اہلکار اعلی پھر تدارک اوسکا
کون کرے گویا ہتھیار دیکر دشمن بنا لیا رعایا کی نظرون مین خود سبک ہو گئے اعلی محکمون مین کے
اور نفقت اور ٹھانی پڑی ہی یہی حال بعینہ قانونی فوج اور افسران ناتجربہ کار کا ہی ہے کہ تکیہ جا ہے
بزرگان ستوان نہ دیگر اف مگر اسباب زندگی ہمہ آمادہ کنی ہے اب اسی پر اکتفا کرتا ہون اور بخیال بیہودگی
اسکے تدارک کی راے دیتا ہون یاد رکھو کہ جو لوگ ہوشیار رہتے ہین اور گرم و سرد زمانے کا چکھا ہی رعایا سے
سے خبردار ہین اپنا نیک بد پہچانتے ہین دنیا کا اچھا برا جانتے ہین وہ حاکم اعلی کی راے اوسکو بخوشی
طبع اور خلاف وضع ہو اپنی راے سے افضل اور مقدم جانتے ہین کیونکہ حاکم اعلی کی راے ہر طرح کی
حکمت اور مصلحت اور تفتیش اور تجربے سے مملو ہوتی ہی پس مناسب ہو کہ وہ اپنے تئین [illegible]
رعایا کو خلعت آزادی سے سرفراز کرین کیا قانونی حکومت اوسکے واسطے کم ہی [illegible]
اور تن تنہا ذات خاص سے انصرام و انضباط قوانین کا ہونا مشکل اسواسطے ایک جماعت بنا
جسے مجلس کونسل یا سیپٹ کہتے ہین بہت ضرور ہی بغیر اسکے انتظام کار و بار رعایا کا ممکن نہین
ہی علاوہ اسکے اور بہت باتین اصلاح طلب ہین جنکا تدارک سہل الوجوہ ممکن ہی لیکن کہین کہین سے
مجھے اسوقت ایک کام کی بات سوجھی ہی ذرا آپ بھی کان لگا کر سنیے اور کیا اچھا ہو جو دل مین
بھی جگہہ دو داد تو پھر مل ہی جاویگی اور ابھی بیے دیتا ہون دوسرے وقت پر نہین رکھتا اسلیے کہ
فراموشی مجھکو نہین چھوڑتی اور نسیان پالے پڑا ہی بشرط غور کہ جب سے سرکار انگریزی سلطنت
ہندوستان مین ہوئی ہی اوسکی ابتدا مین کسقدر ریاستین چھین گیا ہو مین ضبط ہوئین کیا سبب جبر کا کی
ہرگز نہین غلط ہی بلکہ بد انتظامیون اور ظلم کے سبب آپ مرملیے جب ریاست مین بد انتظامی
ہوئی اسوقت کیا ہوگا ریاست ضبط ہوگی اگر ضبط نکرتے تو داد مظلومون کی کس طرح دیتے

مین خوب جانتا ہون کہ رئیسون کا انتظام دوامی ہونا ممتنعات سے ہی اسلیے کہ کل رئیسون مین
حکومت شخصی ہی اور ایک شخص سے امور متعددہ مختلفہ کا انتظام ممکن نہین اور یہ بھی ہمنے مانا
کہ کوئی شاذو نادر ایسا بھی زیرک و دانا ہوا کہ جسنے اپنے ہوائے نفسانی اور خودی کو روک کر آرام
اور آسائش مخلوق کے واسطے جفاکشی گوارا کرکے دونون جہان کی سرخروئی حاصل کی تو کب تک پشت ہا
پشت تک ایکسا حال رہنا غیر ممکن ہی ہمارے ہمعصر رئیس بجز اپنے قدح کی خبر مناتے کے آئندہ
کے واسطے کچھ نہین سوچتے بس یہی کلاپ سحر جگہ دوبا انتظام دوامی اور قیام ملکی کی کوئی تدبیر مین ہوجتے
اور افسوس کہ دور اندیش کہلاتے ہین یہی دور اندیشی کے معنی ہین یاد رکھو ہماری گورنمنٹ انصاف
دوست خداترس درصورت انتظام اور خوشنودی خلق ہرگز ہرگز کچھ بھی کسیطرح دست اندازی
ریاست مین نہین کریگی مگر اوسوقت جب ظلم اور بدانتظامی ریاست دست اندازی پر مجبور کریگی
نکمے مفسود تن آسانی اور آرام طلبی نے رئیسون کو اسقدر ازخود رفتہ اور کاہل کردیا ہی کہ صدمات فکر
اور ہیر ودات خیالیکو بھی اپنے مین جگہ نہین دیتے نہ دو چار برس گذشتہ کا حال سوچتے ہین نہ سال
دو سال آئندہ کا خیال کرتے ہین میرے نزدیک حیوانون پر بھی اگر غور کرین تب بھی کچھ متنبہ
ہوجاوین دیکھو ازراہ دور اندیشی بارش سے بچنے کے واسطے اور اپنے اندون بچون کی حفاظت کے
کے لیے کیسے کیسے گھونسلے اور جائے امن بل وغیرہ بنا رکھتے ہین اور حشرات الارض دواد وشت
ذخیرہ جمع کر رکھتے ہین ہم اسکو ہوشیاری ہرگز نہین کہینگے جو دو چار برس چل گئے جیت تک کہ
سرمایۂ دوامی نہ پیدا کرینگے اور جو بندوبست خیالی اور تدابیر فاسد واسطے استحکام ریاست کے
مثل قطع عصبات قطع وقمع عمائد کرتے ہین وہ اب بکار آمد نہین بلکہ مضر ہی امیدوار ہون کہ رئیسان
ہمعصر اسکے جواب باصواب سے راقم کو مسرور کرین کہ کونسی تدبیر اپنی ریاست کے انتظام دوامی
کی سوچی ہی گورنمنٹ سا منصف شفیق اور سرپرست ملے اور نقد آزادی جو عہد سلاطین مغلیہ
مین خواب و خیال مین بھی نہ تھی بے غل و غش ہاتھ آئے اور کسیطرح کا تردد اور خلجان جو آگے رات
دن رئیسون کا دامنگیر رہتا تھا نہین چھوڑتا تھا لاحق نہو پھر بھی اس بیفکری کی حالت مین

آن کا رنہ ہو ہمین توحیت اور صد حیف ہے یہ اسواسطے کہا کہ بعض اجباب کی تمنا وجود و تقابل ہمیشہ نہیں تھا

چھوٹا منہ بڑی بات

جہان تک ہمارا خیال وسعت پکڑتا ہی اور ہماری عقل کام کرتی ہی اور جسقدر ہم نظر دوڑاتے ہین او جتنا غور و تامل کرتے ہین یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہندو انگلنڈ مین بجز خبر تشریف آوری شہزادہ ویلس صاحب کے اور کچھ چرچا نہین کالم کے کالم اخبارات کے ارباب فطانت کی رایون سے پر ہین کہ جنمین تمام منطق بھری ہی اور فلسفی خیالات کے انبار کر دیے ہین دیگر یہی کہ خرچ کسقدر ہوگا اور کہانسے ہوگا جہان دیکھو یہی رونا ہی لیکن کسی نے ایسے امور پر جو مفید خلائق ہون بحث نہین کی میرے نزدیک یہ امر فضول ہی اگر ہندوستان سے خرچ ہوا تو کیا اور انگلستان سے خرچ ہوا تو کیا یہ بھی اونکا وہ بھی اونکا خرچ کرنا لابدی ہی بالفرض اگر جیب خاص سے خرچ کیا تو بھی کچھ حرج نہین خزانہ کی توفیر بچی گھٹی کہان گیا کچھ ٹھیک نہین غیر اس سے ہمکو کیا ہماری غرض یہ ہی کہ ایسے امور پر بحث لایق کہ رعایا کو شہزادے صاحب کے ساتھہ ذکر تشریف آوری انکی امور اتفاقیہ سے ہی کیا حسن سلوک اور خدمت کرنی چاہیے اور شاہزادہ صاحب کو رعایا سے کون کون سے امور کا برتاو ضرور ہی کہ جسکے نتیجے اب اور آیندہ کو فائدہ بخشین سلطنت کی بنا کو استحکام اور پایداری دین کون سے کام ہین کہ میل جول اور دلی محبت کے باعث ہون اسلیے ہماری خیر خواہی اور تنگ حالی اشتعال دیتی ہی کہ ہم بھی کچھ گزارش کرین اور یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ ہماری راے گو کیسے قدر مفید مطلب اور سراسر مصلحت ہو اور جسکے ہر ایک فقرے سے سر تا پا حکمت ٹپکتی ہو لیکن چونکہ ہم یوروپین نہین یوریشین نہین سیول سروس مین امتحان نہین دیا نارمل اسکول مین نہین پڑھا کچھ وقعت نہو گی نہ درجہ پذیرائی قبول کو پہونچیگی لیکن سچی اطاعت اور دلی فرمان برداری کا مقتضا یہ ہی کہ اپنے ولی نعمت اور آقاے نامدار کی خیر خواہی مین جس قدر سعی اور کوشش کیجاے اتنی ہی کم ہی اور جو جو باتین مصلحت آمیز خیال مین گذرین بلا تامل اور بغیر کسی لحاظ جکی ردوبدل کے عرض کر دے گو اسپر فائدہ مترتب ہو یا نہو اب پہلے

وہی موقع آیا کہ ہم اپنی بے سروپا عرضدان کا اعادہ کرین کہ (چھوٹا منہ بڑی بات ہے) اور اُن باتون کو
چند دفعات مین بطور اختصار بیان کرتے ہین **دفعہ اول** تمام رئیسون اور رعایاے ہند کو چاہیے
کہ اپنے پیارے مہمان شہزادہ ویلس صاحب کے کل خرچ آمد و رفت کے خود کفیل ہون اسمین ہندوستان کی
رعیت کی محبت اور اطاعت اظہر من الشمس ہو جائیگی پھر کسیکو یہ موقع نملیگا کہ وہ ہماری طرف سے ہمارے
عزیز گورنمنٹ کو بدظن کرے گو اہل ہند اس سے زیادہ روپیہ خرچ کردین مگر جو لطف و سروخ اسمین
حاصل ہوگا اوسمین ہرگز نہین کیونکہ اسمین جو خرچ ہوگا وہ خاص ذات شاہزادہ صاحب سے
متعلق ہوگا اپنی خواہش نفسانی کو دخل نہین اوسمین بجز حظ نفسانی اپنے او شاہزادہ صاحب
او قوم کے کوئی فائدہ مترتب نہین شاہزادے صاحب اپنے دل مین خیال فرمائینگے کہ کچھ
تنہا ہمنے ہی اس تماشے کو نہین دیکھا بلکہ اسمین سب شریک ہین ہان اتنا امتیاز ہے کہ میرے باعث
سے ہوا **دفعہ دوم** کُل رعایاے ہند کو ضرور ہے کہ ایک مرتبہ اپنے ولی نعمت کے دیدار سے مشرف
ہو اور اپنے مافی الضمیر کا جن باتون سے کہ استحکام بناے سلطنت ہو بذریعہ صداقت دل
اظہار کرے **دفعہ سوم** ہر شخص حسب لائق ہو وہ اپنی لیاقت کے مواقف نذرانہ گذرانے نواب
راجہ ساہوکار زر نقد اشیاے عجیب غریب اہل حرفہ اپنی دستکاریان کاملان و اہل علم اپنے
صنائع بدائع شکل قصائد اہل نجوم تقویم پیش کرین یہ بنا ہمنے ایک ایسے موقع کی ڈال دی کہ
اسپر جسقدر عمارت تعمیر ہوتی جائیگی باعث استحکام او وجہ وثوق کا ہوگا اور ایک ایسی
اصل ثابت کردی کہ جسمین فرعات گزارش لاتحصی کو گنجایش ہے اب اپنے وسعت خیال کو
اصحاب راے کے حوالے کرکے شاہزادے صاحب کی طرف مخاطب ہوکر اپنے خلوص قلبی اور
اخلاص دلی سے مؤدبانہ التماس کرتے ہین **التماس اول** شاہزادہ صاحب کو جسقدر روپیہ بے
علوہمتی کے خرچ کرنا منظور ہو اس سے بڑے بڑے شہرون مین خیرات خانے بنوائین کہ باعث
تسکین غریبون اور محتاجون کا ہو اور جو روپیہ ہند سے نذرانے مین جاوے وہ اسی کام مین
خرچ کیا جاوے کہ یہ نام آوری و ہم ثواب ہو اسلیے کہ اکثر رعایاے ہند ان خصلتون کو

محتاج ہو۔ التماس دوم۔ وقتاً فوقتاً سرکار ہر شہر کے معزز و ممتاز لوگوں کو حسب اُنکی
لیاقت کے خطابات مثل چودھری اور میر محلہ وغیرہ سے عزت بخشی جائے اور ایک جلسہ
خاص اُن لوگوں کی خوشنودی کے لیے منعقد ہو یقین ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ اپنی قوم کو دربارۂ اطاعت
و انقیاد سرکار کے تحریص و ترغیب دیتے رہیں گے جو باعث رضامندی کل رعایا کا ہوگا۔ التماس
سوم۔ ایک سرٹیفکیٹ ایسے مضمون کا تیار کیا جائے کہ جو کمال اُس شخص کا ہو وہ اپنا اظہار
اس سے کر سکے [illegible] تصدیق و لیاقت [illegible] ہوگا۔ التماس چہارم
شاعروں اور اہل علم و فضل کو خطاب سے عنایت فرمایا جائے۔ التماس پنجم۔ تمام [illegible] اور
گوشہ نشینوں کی خاطر داری کسی مذہب کے ہوں خدمت کی جائے کیونکہ انکی خوشی میں خدا کی
خوشی منظور ہے۔ التماس ششم۔ دربار کے انتظام میں چند ضابطے مقرر کیے جائیں۔ ۱۔
تقرر لباس خاص درباری ۲۔ تعین [illegible] آداب بقید حفظ مراتب کیونکہ ایسا اکثر بھی نشینی
میں اگرچہ بعض عوام کی خوشنودی ہے مگر اکثر خواص جو حد شناس ہیں اسکے عادی ہوگئے ہیں
انہی کی [illegible] کرتے ہیں اور موجب انکی نارضامندی کا ہے۔ التماس ہفتم۔ ایک وقت خاص ایسا
مقرر کیا جائے کہ رعایا کا مجرا ہو جایا کرے۔ التماس ہشتم۔ ہندوستانی رئیسوں سے تخلیے کی ملاقات
ہوا کرے تاکہ ایسی تسلی ہو جائے کہ انکے دلوں سے خوف زوال ریاست کا یک قلم مرفوع القلم ہو جائے
التماس نہم۔ جو بعض چھوٹے چھوٹے رئیس جنھوں نے ایام غدر میں اپنی اطاعت کا پورا پورا
ثبوت دیا اور بوجہ [illegible] اپنے استحقاق سے محروم ہیں انکی بذریعہ ریزولیوشن عملی ہو اور بعد
تحقیقات حسب لیاقت سرفراز کیے جائیں۔ التماس دہم۔ رئیسوں کی علمی لیاقت کا امتحان
لیکر حسب استعداد انکو خطاب سے سرفراز کیا جائے کہ یہ امر موجب ترغیب حاصل کرنے [illegible]
رئیسوں کی لیاقت کا ہوگا۔ التماس یازدہم۔ اہل ہند کو جو بعض خطابات آزادی
یا عزت کی شباہت ہی [illegible] ضروریات سے ہے۔ التماس دوازدہم۔ افسران انگریزی
سے رعایا کے [illegible] اتحاد کا سبب دریافت کریں۔ التماس سیزدہم۔ ایک [illegible]

عظام کی تحریک کرے دربارہ حد بندی روس و انگلستان کے گفتگو کیجائے اور اس کمیشن میں ہونا تھا
صاحب بہادر کمشنر [illegible] والی کابل کا وکیل یا [illegible] خان [illegible] کا مقرر
ہو اور اس جلسے کے لیے مقام لاہور ہونا مناسب ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری عادل گورنمنٹ
انگریزی نے بنظر اصلاح حال رؤسائے ہند اور بہبودی رعایا ریاستہائے دیسی صلاحیت کے ایجنٹ مقرر
فرمائے ہیں جو ہمیشہ نگران حال رئیسوں کے رہتے ہیں مگر پھر بھی باوجود اس لطف و مرحمت
سرکاری کے بعض رئیس کم استعداد مرتکب ایسی بے اعتدالیوں کے ہو جاتے ہیں جو گورنمنٹ
کی منشاء کے بالکل خلاف ہیں اور جب ان وجوہات کی طرف نظر ڈالی جاتی ہے تو سوائے خاطی ہونے
ان رئیسوں کے بعض حکام ریزیڈنسی کی بھی عدم توجہی پائی جاتی ہے گو سرکار نے رئیسوں کو
اختیار کامل [illegible] ہے لیکن [illegible] ہو جانے سے انھیں امور اختیاری پر تحت بازپرس [illegible]
[illegible] صاحبان ریزیڈنٹ بالشک عدل پرست و حکیم مشرب ہیں مگر پھر بھی [illegible]
[illegible] ان کی مجالست نہیں [illegible] کام انھیں حضرات میں یعنی اہل
[illegible] جیسا وہ چاہتے ہیں ویسا ہی ہوتا ہے رئیس لوگ عدم واقفیت قاعدے
[illegible] جاتے ہیں جب ریاستوں کی رعایا حکام [illegible] ان نالش کرتی ہے تو استغاثہ
[illegible] سے واپس آتا ہے کہ اصل [illegible] خدمت میں رئیس کے [illegible] جواب اگر رئیس خود [illegible]
[illegible] تو خوب دل کا بخار نکالتا ہے رعایا کو بلا میں ڈالتا ہے اور حقیقت یہ ہے کوئی حاکم [illegible] نیز خواہ
ہے تو وہ ادنی ادنی استغاثوں پر رئیسوں کو دق کرتا ہے اور اس خوف سے انکی مجال نہیں
ہوتی [illegible] حاکم اعلیٰ سے استغاثہ کریں رعایا کی بن آتی ہے اور جو رئیس نے اپیل کی تو بر خلاف رعایا کے
بجلست خود اپنی ریاست کی بیخ کنی کی کہ حکام کی چند شکایتوں میں رئیس کو اپنی بربادی کا
گمان ہوتا ہے اسلیے وہ دم بخود رہتا ہے کیونکہ رئیس کو ابتدا سے خیال لگتا ہے کہ رعایا کی شکایات
تو صرف اسکے مال کا نقصان ہوتا ہے جو پھر بھی حاصل ہو سکتا ہے مگر رئیس کی ریاست [illegible]
اس [illegible] میں جانے سے پھر ہاتھ نہیں آتی قطع نظر اسکے حاکم کا رئیس سے آزردہ ہو جانا [illegible]

ہزار جان قربان مال صدقے دولت نثار کیونکہ وہ ہمارا ہمدرد شفیق غمگسار غریب پرور عدل گستر
رحیم کریم اب اگر اظہار بشاشت کریں اور فاقہ کشی پر خاک ڈالیں تو یار لوگوں کو سچ مانتے کچھ
دیر نہیں لگتی مطلب نوبت پہونچنے کے سوا آئینہ [illegible] کا سہارا انکو سون نظر نہیں آتا اور جو
اظہار ناکامی آشفتہ مصائب کرتے ہیں تو خوف ہے مزاج مہمان دلشکستہ ہو بلکہ موقع تو ہے یار لوگوں
لوگون کو اس بات کے کہنے میں تامل نہ ہوگا کہ آتے ہی رنڈی یا اپنا دکھڑا لے بیٹھے **شعر مولف**
رئیس تخلص حال نامرادی ناکام کا کہتے کہتے ہو آخر شب ہوئے یہاں تک کہ رو دیا اگر [illegible] رہتے ہیں
خلاف اندازی کی پادشاہ ہیں بہت تیر ملامت ہونے کا کھٹکا ہے اب شرما شرمی کیا کریں اگر سچ کہتے
ہیں تو صدمات ملامت سہتے ہیں اور مشکل یہ ہے کہ بغیر سچ کہے رہا نہیں جاتا اور جھوٹ بولنے پر
تقدیر کی آفت پیش نظر ہے کہ جھوٹ بولنا آتا نہیں غرض یہ قول بعینہ مطابق حال ہمارے [illegible]
شہزادہ ویلس صاحب کے ہے کہ اگر وقت تشریف آوری شہزادہ صاحب کے اظہار شادمانی کرتے
ہیں تو اس امر سے ڈرتے ہیں کہ کوئی بناوٹ نہ سمجھے اور حواس گمشدہ اور نامرادی کیونکر ظاہر کریں ولایت سے [illegible]
ہمارے ہموطن ڈیڑھ سو برس سے مبتلا ہیں تو سوچتے ہیں کہ ایسا وقت پھر کونسا آئے گا کہ آپ قدم رنجہ
کرکے ہمارے ہموطنوں کی طالع یاوری [illegible] بحسن اتفاق سے ہمکو یہ دن نصیب ہوا ہے ہماری قوم
ناسازی طالع اور بد قسمتی سے ان بے سود تدبیروں پر پڑا ہے کہ خدا کی پناہ اگرچہ ہم قیامت تک
اپنا افلاس اور دل کے صدمونکا شور مچائیں یہاں تک کہ چلاتے چلاتے گلے پڑ جائیں تب بھی
کوئی نہ سنے غور کا مقام ہے کہ جب ہم ادنی ادنی تواضع میں لاکھوں روپے خرچ کرکے اپنی [illegible]
احتیاج پیش کریں تو ہماری عقل اس قول کی تصدیق کریگی یا ہماری بیہودگی پر یقین لائیگی اور
جس وقت شہزادہ صاحب ہماری ان فضولیوں کو مشاہدہ کرینگے تو چشم دیدہ کو شنیدہ پر
ترجیح دینگے رہا یہ امر کہ شہزادہ صاحب ہندوستان میں کیوں تشریف لاتے ہیں وہ دو حال سے
خالی نہیں یا تو دلچسپ سیر کرتے ہیں اگر غالباً یہی امر ہے تو پھر کسی کیلئے نقصان ہے کام منفعت ہے
غرض اس حالت میں بیجا خرچ کرنا فضول و علامت زیادتی نکبت و افلاس کی ہے [illegible] کے واسطے

یا نفت عال زردو لهہ رعایا کے تمام رنج دور فرماتے ہین اس صورت مین بھی اظہار فضول خرچی
نہ عذر او رعلاج بالضد تو پھر تجویز ہی ایسے کو اگر ہو اخبار کی راے سے مطابق کرکے کہتے ہین کیونکہ
شہزادہ صاحب کی تشریف آوری کی خوشی مین اہل ملک جسقدر زیادہ خرچ کرین کم ہی مگر اپنے
حکام کی اطلاع و خوشنودی مقدم ہی ورنہ بموجب شعر مؤلف رئیس تخلص کے ؎ آنکھین جو
پھیر لین تو پھر گئے سب ہی بلا و بدل گیا زمانہ ہماری رسائی انھین حکام ماتحت تک ہی اور بغیر
انکے ذریعے کے ہماری فریاد وہان تک کب پہونچتی ہی بمصداق شعر مؤلف تخلص رئیس ؎
یہ تو ممکن ہی نہین کچھ بھی نہو تی تاثیر ۔ آہ کی اپنی وہان تک جو رسائی ہوتی ۔ یہانتک تو معلوم
رائے ہوئی اب یہ سنئے کہ ہند کی کل رعایا تین قسم پر منقسم ہی نمبر ۱ ۔ ریاستین او رئیس جو خود محتاج
نہین جاگیردار بھی آگئے انکو لازم ہی کہ شہزادہ صاحب کی خوشنودی کے واسطے حسب مقدور خرچ
کرین تھوڑا ہی بموجب مثل ہندی کہ جسکا کھائے اوسکا گائے کہ انھین حکام کی بھی نمود ہی
نمبر ۲ ۔ اہل دول جنکا مدار تجارت زراعت یا دوسری حرفت پر ہی وہ بقدر حیثیت حسب صلاح
حکام ایسی بشاشت ظاہر کرین کہ جسمین فضول خرچی نپائی جائے نمبر ۳ ۔ عوام الناس ہی
انکو چاہیے کہ اپنا مافی الضمیر ہیئت اجتماعی شکریہ کے ساتھ ادا کرین اس سے اگر زیادہ فائدہ
مترتب نہوگا تو اس قدر ضرور ہوگا کہ گورنمنٹ کو اسی ذریعہ سے کیفیت خوشنودی رعایا معلوم
ہوجائیگی بموجب شعر مؤلف رئیس تخلص ؎ ہوے جیب و گریبان کے بھی پرزے پرزے
ولے چھوٹا نہ دامان محبت ۔ جب ہم بنظر تحقیق و تدقیق کل مخلوقات کی طرف دیکھتے ہین
تو کوئی نوع بشر کامل اور برگزیدہ تر رئیسون سے زیادہ نظر نہین آتا کہ انمین کمال صفت آزادی
و بہتری کی پائی جاتی ہی جنکو اہل اسلام غریب پرور خداوند نعمت اور ہندو ان داتا کہتے ہین
تو ان مین کامل اخلاق کا ہونا اور عمدہ صفات کا پایا جانا لابد ہوا اور سب سے بڑھکر متصف
بعدل و انصاف ہونا ضرور پڑا کیونکہ یہ مرجع انام ٹھہرے اسکی تفصیل کا انکو بتانا اور بہ امرست
جدا گانہ آگاہ کرنا ضرورت نہین رکھتا اسلیے کہ انکے کتب خانون مین کیا اخلاق کی کتابین اور

طرح جنت کی تسکین اور قوانین وغیرہ نہین یاد و استعداد علمی نہین رکھتے بلکہ کتابون سے الماریان
اور کتب خانے بھرے پڑے ہین اور خود بدولت بھی بفضل الٰہی سے بخوبی استعداد رکھتے ہین
اور جو بعض کو سرمایہ نہین ہے وہ بھی بباعث مشق کارروائی روزمرہ اور صحبت اہلکاران
واقف کار کے یاد و کیا بدھیا کا حاصل کر بیٹھے ہین لیکن ایک ضروری امر جو احکام تمام کتب اور
قوانین کا مدار علیہ بلکہ اصل اصول اور ان سب کی جڑ ہے جسکے بغیر اجراے قوانین اصدار تعزیرات انتظام مالی
اور ملکی کا ہونا دشوار اوسکا دریافت کرنا سب سے مقدم ہے اور وہ معلوم کرنا ہر شے کا ہے کہ بغیر آگاہی اسکے
کسی طرح سزا اور جزا نہین ہوسکتا کیونکہ کوئی کام کل سے جزو تک بغیر معلومات کے نہین ہوسکتا
اسلیے پہلے حکام بیدار مغز نے بیچ جاسوسون خفیہ نگارون مخبرون کے آگاہی حاصل کرتے تھے
اور فی زمانہ دانایان فرنگ نے وہ نسخہ مجرب و آزمودہ دوسرے رنگ پر ایجاد کیا جو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے
اسکو تعریض جو اسے بتانے مردہ مین جان ڈالے انھین جلوے سے کام لیکن ہماری ہمدردی اور محبت
وطنی مقتضی اسکی ہے کہ ایسی مفید شے کو نفع اور ضرر طرح طرح بتائین کہ ٹھیک ٹھیک سمجھ مین
آجاے سو وہ نسخہ مجرب اخبار ہے جسکے وسیلے سے ہر ملک کا حال فی الفور معلوم ہوجاتا ہے اور ملک ملک
کی کیفیت ضلع ضلع کا حال گھر گھر کی خبر ہر چہار دانگ عالم مین [illegible] ہوتا ہے سچ پوچھو تو جیسا
اندھیرے گھر کا روشندان ہے ملک یورپ خصوصاً انگلستان کی ترقی اخبار ہی کی ترقی سے ہوئی مگر افسوس
کہ برخلاف اسکے باشندگان ہند اسکی قدر و منزلت سے بالکل ناواقف ہین تھوڑی کو بھی کوئی نہین پوچھتا
اور اگر بعض نامہ بشری خریدتے بھی ہین تو بمنزلہ افسانہ اور قصے کے تصور کرکے اُسکے فائدون سے
محروم رہتے ہین حالانکہ اخبار ایک عمدہ وسیلہ ہے معلومات کا ایک واسطہ کامل ہے درمیان رعایا
اور گورمنٹ کے متعلق سیاست گفتار ہے کمال آزادی کے ساتھ بے رو رعایت حال ظاہر
کرتا ہے ایک شفیق ہے کہ شب و روز ہماری بہتری کے بارے مین کوشش کرتا ہے ایک ناصح ہے کہ حرکات
قبیحہ و افعال ناشائستہ سے روکتا ہے نیک چلنی کی ترغیب دیتا ہے ایک استاد ہے کہ ہمیشہ بھلا سکھا
تا ہے اور [illegible] کی ترغیب دلاتا ہے لیکن جبتک ہمارا اخبار مین یہ صفات نہین پائے جاتے تھے

بالخصوص مضامین ہزلیات بعض مین بطرح نفسانی اشخاص معززین کی مذمت بعض مین بالکل خلاف تہذیب
ہوتے تھے بیفائدہ والا گزاف اپنے اخبارون کو بعض ایسے ذلیل تضیع اوقات سمجھکر ترک کرتے
ہین اور یہی باعث عدم ترقی و رواج اخبار ہی ہے لوگ جو ناہموار الفاظ ہی پڑھکر ناظرون خلاف کرتا
انکے نزدیک کالا ادنی بہر آئینہ ہم سیاست مگر نہین کہتے کہ کسی کے خوف بجائے حق کے چھپا دین اپنی
ہمدردی مین فرق لاوین اسبب کہ طبائع مختلف ہین سے آدمی دنیا مین وحشی ایک سان
ممکن نہین دیکھو ہوتی نہین پانچون برابر انگلیان بعض اخبارات اس صفت کے ساتھ بھی
موصوف ہین کہ انکے مہتممون نے اپنے پرچون کو شائستگی کے لباس سے آراستہ رکھا ہے یقین کہ
روز بروز تہذیب سے انگریزی اخبارون کی طرح ترقی پر عمل کرینگے اور اسی دیکھا دیکھی باقی
بھی شائستہ ہوجاینگے ترقی اخبارات کی بابت میری راے ہے کہ ہندوستان کے تمام رئیس
خریداری اخبار کو کہ سبب بی غیبت بذریعہ اخراجات ریاست کا کرادین اور بطرح اپنی ہمت
مولوانہ کو مطابع کی اعانت مین مثل رؤساے یورپ مصروف رکھین پھر دیکھین کہ کیا کیا عمدہ
نتیجے پیدا ہوتے ہین علاوہ فوائد بالا کے اخبارون کے معاون اور مددگار رہنے سے یہ بہت بڑا
فائدہ حاصل ہوگا کہ جب اخبارون کو جو آزادی کے پورے واسطہ ہین درمیان حاکم اور رعایا
کے اعلی کا ہے الجھن ہوئی تو جو امور کہ بسبب بشریت حاکم زیرین سے فروگذاشت ہوجاینگے
اسکی اطلاع عاشہ آزادانہ طور پر دینگے جس یقین کہ گوش نو رہیم شرے وارد کا ظہور ہوجائیگا بلکہ دو دو
سو روپیہ والا اخبار وہ مت پرورد کام دیگا جو دس ہزار روپیہ ماہوار کے نوکرون سے نہ بن پڑیگا
لیکن اخبار کے مہتمم صاحبونکو چاہیے کہ جس رئیس سے سلسلہ اخبار کا جاری کرین اسکی ریاست کے
خلل و زلل کی اطلاع دیتے رہین ہمکو تعجب آتا ہے اون اخبارون پر کہ صریح رئیسون کی ہجو کرتے ہین اور
ہمیشہ سرکار کو یہ صلاح دیتے ہین کہ فلان ریاست کا انتظام بطور خود کرے والا کیا تقاضاے
ہمدردی ہے یاد رکھو جب تک رئیس ہمارے مددگار نہونگے تب تک ترقی مطبع کی جیسی چاہیے دشوار
اب جانبین کو لازم ہے کہ بخیال ہمدردی ایک دوسرے کے مددگار اور معاون رہین اور رئیس مطبع کی

ترقی ہو اور ریاست کی نمود اور بہتری وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ نتیجہ اس اخبار کا کیا ہے بجز اسکے کہ
نہ ہمیں تازہ تازہ خبریں معلوم ہوں عمدہ عمدہ آرٹیکل اور اچھی اچھی نصیحتوں سے ہمارے خیال کی درستی
ہو ہماری قوم کی اصلاح ہو ہم مہذب بنیں نیم وحشی کا دھبا ہمارے دامن سے دور ہو اسلیے ہم بھی اپنا
فرض سمجھکر اجراے اخبارات میں ساعی ہوئے اور اپنی کوششوں اور ٹوٹی ہمتوں کو اوسکی ترقی میں
حتی الوسع مصروف کیا اور اوسکا ثمرہ بھی فی الحال ظاہر ہوا مگر افسوس کہ یہ گذرا اور یہ بھی سب گئے گذرے اور
نیا گل کھلایا جہاں دیکھیے آپسمین جنگ جدل کا سامان گالی گلوچ فحش بیہودہ تحریر کی طیاریاں ہو
رہی ہیں ہر اخبار اسی طلا سے مذہب ہو رہا ہے ہرچند بعض احباب برعایت ہمدردی ساعی بھی ہیں
کہ یہ طریقہ نامرغوب کہ موجب مضحکہ متقلا ہے موقوف ہو جائے اور عمدہ عمدہ آرٹیکل بھی ایسے ہی تائید میں
تحریر ہوئے لیکن ہمارے حضرات اسقدر محو غفلت ہیں مدہوش ہیں کہ کسیکی نصیحت کچھ کارگر ہوتی
اور بڑی مشکل ہے جب چوکے تو یہ سوجھی کہ اونھیں سے بگڑ بیٹھے واہ کیا سوجھی تعجب آتا ہے انکے اہل
دعووں سے جو قیمت مطالعہ اخبار ہمیں گھر بیٹھے نہ مل سکے ہے اسلیے مجبوراً نہ تصریح دینا ہوا اور یہ
ہے کہ جو اخبارات کہ ہماری سرکار سے متعلق ہیں اگر اسمین کسی شریف کی توہین نظر آئیگی اوسی تاریخ سے
تاریخ موقوفی اخبار تصور فرمائیں پھر دعوی قیمت آئندہ نامسموع کیا جائیگا اور عذر تحریر کا بیان نہ
یا اخبار دیگر منظور نہ ہوگا اور یقین ہے کہ علاوہ ہمارے احباب کے کہ ابھی ہم اونکا نام بلا اطلاع ذیل میں درج
نہیں کرتے بعض مشتریان اخبار بھی اپنی اپنی شرکت سے اعزاز بخشینگے تاکہ انکی توجہ بے غایت
سے یہ رسم قبیح جو کسی زمانے میں نہ تھی یعنی تحریر دشنام اور گالی گفتار اور فحش کے لکھنے کا آئین نہ
دستور نہ تھا جو اب مروج ہوا ہے بالکل موقوف ہو جائے اس سے ہم مباحثہ علمیہ کو مستثنی کرتے
ہیں کہ وہ موجب فائدہ عظیم ہے علاوہ اسکے ہم بعض اپنے لایق اڈیٹران اخبار کو جو بہت مہذب ہیں ست
ہیں اور لباس اخلاق سے متخلع ہیں بعد شکرگذاری تصریح دیتے ہیں کہ [illegible] نام [illegible]
انتخاب کریں اوس سے مبادلہ اخبار بند کر دیا کریں تاکہ آئندہ [illegible]
چار خبریں [illegible]

ہمدردی کا دعویٰ کر رہی ہو وہ کس آن کام آئیگی کیا ہمارے خداوندان نعمت کی رہی سہی زوال نعمت
کی منتظر ہو کیا ہمارے غریب پروروں کی بد اقبالی کا تماشا سر بازار دیکھے گی پھر کسکو ہم اپنا مشفق کہینگے
پھر کس زبان سے اور کس خواہش قلبی سے ترقی دولت برطانیہ کی دعا مانگینگے تعجب ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ کی تعلیم
و تربیت کے واسطے مدارس مقرر ہوں اونکے طریق معاش اور برتاؤ کے واسطے قوانین اور دستور العمل
اور ایکٹ جاری ہوں جنکا فائدہ اور نقصان بذات خود متعلق ہو اوسمیں یہ سعی و کوشش ہو اور جنکے
[illegible] سے ہزاروں کیا لاکھوں آدمیوں کا بناؤ بگاڑ متعلق ہو اونکی طرف سے یہ بے توجہی
[illegible] اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کو اصلاح حال خداوندان نعمت کی طرف جیسی [illegible]
[illegible] نہیں ہے میں اپنی پیاری معزز و مکرم گورنمنٹ سے بادب عرض کرتا ہوں [illegible]
تو [illegible] ایک دستور العمل کہ جسمیں کل قواعد و ضوابط اختیارات پولیٹکل کا مذکور ہو اور اجرا [illegible]
[illegible] خود ہی [illegible] صحبت ضرور [illegible] اہم اور [illegible] مات سنگین میں [illegible] چونکہ ایجنٹ بہادر
[illegible] رئیسوں [illegible] لیکن یہ ہمیشہ غور و فکر آدمی کی عقل کو تیز کرتی ہے تو ہر ایجنسی اپنے
تحت رئیسوں کی ایک مجلس قرار دے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ منعقد ہوا کرے اور [illegible]
[illegible] سرکار کو متصور ہوں [illegible] جدید خلاف دستور قدیم اگرچہ موافق تہذیب کے ہوں سرکار صادر
فرماتی ہو اور وہ لوگوں کو خصوصاً رئیسوں کو ناگوار گذرتے ہیں اس [illegible] سے یہ خدشہ موقوف و جاتا رہیگا
اسلیے کہ رئیس [illegible] خود کیسے کی بھلا شکایت کیا کیونکہ کرہ را علاجے نیست [illegible]
ہا امرہ رعایت مذاق و عادت و رسم و راہ اہل ہند کو بخلاف اہل یورپ کے مد نظر رکھتی ہے
بعض امور رسمی و رواجی ہیں جو بوجہ کسی قباحت ظاہر کے ہوں سرکار مداخلت نہیں کرتی [illegible]
ذریعہ سے یہ امور مشکل بھی حل ہو جائینگے اسلیے کہ وہ قوم کے مقتدا اور [illegible] میں مثل نکاح بیوگان و
اسراف بیجا بے شادی و غمی و کد خدائی اطفال خرد سال وغیرہ وغیرہ ہے اونکی اولاد کی طرف متوجہ
ہونا اور بھی ضرور ہے کیونکہ [illegible] جلد اثر قبول کرتی ہے اسواسطے رئیس زادوں کی تعلیم [illegible]
ہونا مناسب ہے جیسا کہ یورپ میں دستور ہے وہ علم سکھلایا جاوے کہ واسطے انتظام ریاست کے

سمجھیے تو کسقدر صرف بیفائدہ سمجھے گا دوسرے بعض اخبار بعض کے اسقدر مخالف ہوتے ہین کہ اگر
ایک دوسرے کی تعریف صریح تو درکنار مذمت قبیح سمجھو یہ بھی ایک امر اتفاقی ہے اسکو ہم بجائے طبیعت
اور میلان مزاج پر چھوڑتے ہین جسکے لیئے اختلاف طبیعت بشری عذر خواہ ہے لیکن یہ کہنا کہ بیچ کا
کرو یہی اخبار دفتر شکایات رہا ہے یا اُسی اخبار مین کالے کالم اوصاف سے سیاہ ہین اب سچ
کسے سمجھین اور جھوٹ کسے مانین راست و دروغ مین فرق کسطرح جانین اگر یہ نہین کہ ہمارا
دنیوی باعث اس اختلاف کا ہوا ہے تو اور کیا کہین یا یون کہیے کہ ہمدردے وہمراہی نہین نہین
ہروقت وہمراہی ہمارا نکتہ تشخیص ہوئی اب بخیال حصول ثواب ہمدردی اور فو اللہ عنایت
قومی اسکا علاج بھی بتلائے جس سے شفائے کامل ہو جاوے اور ثواب اخروی نہین تو نہین سہی
تھوڑے دن واہ واہ تو ہو جاوے کوئی مانے یا نمانے گوش زدہ ہم اتنی دار ملیجیے اول فی نفسہ
اجرائے اخبار ایک عمدہ وسیلہ ہے ادراک معلومات اور انکشاف مغیبات کا اور یہ باعث تحقیق
ہے درمیان حق و باطل اور راست و دروغ کے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ بے اعتدالی ایک رکن کی بالکل
مزاج کو جادۂ اعتدال سے منحرف کر دیتی ہے جیسے ایک دوا فاسد کل ترکیب نسخہ کو بگاڑ دیتی ہے
اگر ہم بلا تامل کل مجموعہ نسخہ کو بیکار کہین تو کہنا ہمارا ناتجربہ کاری پر دلالت کریگا اسیطرح اگر کوئی
اخبار کو بیکار اور مہملات سے تصور کرے تو اسکے مبتلائے مالیخولیا ہونے مین کسی صاحب دماغ کو
شک نہوگا یہ تمام حال تمہاب تفصیل لیجیے کہ رکن اعظم اول تو اوسکے رئیس ہین جنکی امداد بغیر کامل
طلوع اخبار کا محال اعتنات سے ہے اور اگر ہوا بھی تو عدم وجود برابر ہے دو چار اخبار جو اپنے زعم
مین جنتر سمجھے ہوئے ہین متشکر ہین امداد اونکو جیسے پہلانے کے ہدایت کرون کہ جو حال ریاست بد طلب
یا لیس [illegible] کا [illegible] معلوم ہوا جسمین ریاستکی نام آوری اور نمود متصور ہو اسکو
وسیع بنا کر [illegible] خلاف واقع کسی کار سیاد منصف نے ازراہ نفسانیت کے
لکھ بھیجا [illegible] جس مین ریاست کی سبکی اور رئیس کا تمسک پایا جاوے انکو بذریعہ
[illegible] الامی [illegible] روانہ کیا کرون کہ رئیس متنبہ ہو جاوے اور اسکا

خریداروں سے تو کچھ مطلب نہین لیکن جو نامی لوگ ہین رئیس ہین یا جنکے دامن دولت سے کچھ مروت
نامی ہے انکو ذریعہ عرضی کے اطلاع دین اور خود بھی کوشش کیا کرے کہ ملازمت جس طرح حاصل ہو
کرین اور صلاح حسن انتظام اور نیک وشی جو منظور گورنمنٹ ہو بذریعہ عرضی یا بالمشافہ گذارش
کرین اور اپنے اخبار کو اس ریاست کی طرف منسوب فرمائین اور اس پرچہ اخبار کا ترجمہ انگریزی خصوص
اس خبر کا جو ریاست کے جر منافع اور دفع مضرت پر مبنی ہو اس اخبار مین چھاپین جو گورنمنٹ کے
ملاحظے مین گذرتا ہو اور رئیسون کو اس امر کی اطلاع دین کہ عند التحقیقات امور مشکلہ کی صلاح
نیک سے حسب سررشتہ دریغ نکرینگے جب کار عظیم کے اجرا کے واسطے عمدہ عمدہ عاقل فرزانہ
قانون دان یوروپین اور یوریشین اور اہل ہند کو معاون اور مددگار مقرر کرین یہ جو لکھا آپس کی
گفتگو اور خانگی صلاح ہے مگر خدشہ یہ ہے کہ چھپتا دفعتہ ہماری نظر مین آ گیا ہوں — اسلیے کہ مؤلفہ
ہے مختلف طبیعت ہر شخص کی از انجملہ مین اسارون خدایا کیونکر موافقت ہو ہر رئیس اپنی ہی دھن
مین اڈیٹر اپنی ہی ادھیڑبن مین کارسپانڈنٹ نہ انمین نہ انمین ایک دو پر منحصر نہین تینا تیرہ
مین ہان اگر کوئی اور ثالث بالخیر کیا رابع بالخیر ہو جاوے تو البتہ صورت نکل آوے اسلیے ہمین
ایسے نازک وقت مین کہ کوئی منفر نہین آتا عادل گورنمنٹ کو تکلیف دینے کی ضرورت پڑی کہ جسطرح
اپنے کمال عالی حوصلگی سے اخبارونکو آزادی بخشی اسیطرح کارسپانڈنٹون کو معافی سال مخلصیہ
حسب خواہش اڈیٹران اخبار مرحمت ہو اور انسے اقرارنامے موافق منشاے بالا لیے جاوین
جب ہمنے اخبار کو ذریعہ معلومات کا آمدنی کا جانا اور اسیطرح حکام پالیسی سمجھے اور دور سے حال
سے اطلاع ہوئی تو ضرور ہماری طبیعت بد کامون کی سزا دیکھکر متنفر ہوگی اور نیک کامونکی
اچھی پاداش دیکھکر راغب ہوگی اور یہ فائدہ بھی مزید بران مترتب ہوگا کہ جب کسی اہل غرض کے
انقلاب اور ادبار معلوم کرینگے تو اپنے دکھ اور صدمون مین تخفیف پاوینگے اور جب کسی کی کھبا سکا
دکھ درد سنین گے تو ہمارے دل مین ایک طرح صفت رقت اور رحم دلی کی پیدا ہوگی اور جب
فضائل تہذیب اخلاق و شائستگی سنین گے تو ہماری طبیعت بھی اسطرف

عجائب پیدائش مخلوقات سے خالق کل شئی کا یقین کامل ہوگا اور سچے دل سے اوسکی وحدانیت
کی تصدیق کریگے جب کسی ملک پر نزول آفت اور حصول قہر الٰہی سنینگے اسکے غضب سے
ڈرینگے اور ماسوا اسکے اخبار حال و کیفیت گذشتہ سن سنکر تاریخ دان بنجاوینگے ملک کی کیفیت
اور شہر و ضلع حال معلوم کرنیسے جغرافیہ مین خوب سلیقہ کامل حاصل ہوجاویگی جب کبھی مباحثہ باہمی مین
غور کرینگے تو علاوہ دریافت مسائل اوس علم کے مناظرے کا ڈھنگ بھی معلوم ہوجاویگا اور علاوہ
اسکے اگر معنی الفاظ انگریزی وغیرہ اور صحت اسماء سے واقفیت ہوجاویگی تو ارباب اہل اخبار کو ضرور ہے
کہ امور مذکورہ بالا کو مد نظر رکھیں تاکہ اخبار سے جو فوائد کہ ضروری ہین حاصل ہووین اور اسکے ماسوا جو
خبر لکھیں خواہ کہین کی ہو پوری لکھین تاکہ ناظر صدمۂ الانتظار اشد من الموت مین مبتلا نہووے۔
جس مکان کا حال لکھین اوسکا پتا ٹھیک ٹھیک لکھین کہ خلجان باقی نرہے اور اطمینان مین
حصول ترقی ہووے۔ بعض چیزون کا نتیجہ سزا یا جزا کا نکلے اسکے آخر مین فائدہ اسکا بھی درج کردیا
کرین کہ طبیعت ناظر کی متنبہ ہوجاوے۔ جس ریاست یا شہر کا مذکور ہو اسکا کچھ پتا ٹھکانا
مجملاً کیفیت ریاست طرز انتظام جہانتک معلومیت یاری دے درج ہوجایا کرے اسواسطے
کہ ہر شخص دوسرے کو بسبب بعد مسافت کے نہین جانتا اور دو چار کی واقفیت دافع خلجان
نہین ہے۔ مناظرے کا ڈھنگ بھی چلا جاوے بعض محتاطون نے بخیال بحث بیجا ترک کردیا
ہے یہ خیال خام قابل اصلاح ہے الا الفاظ سست و گفتگوی بیجا ملحوظ رہے فقط ظرافت طبع اظہار
علم اور درآمد سخن ہو۔ اک آرٹیکل کا ہونا بھی عام فائدے کے لیے ضرور ہے۔ الفاظ غیر مستعمل
کسی زبان کے ہون خواہ انگریزی خواہ عربی انکے معنی بھی ذیل مین لکھدیے جاوین کہ معنی
دریافت ہونے سے معلومیت کامل ہوگی۔ جو اسم انگریزی ہون انکے اعراب درست کردیے جاویں
کہ غلط نہ پڑھنے سے مضحکہ نہو۔ مین یہ نہین کہتا کہ کل اخبارات امور مذکورہ بالا سے خالی ہین مگر یہ بھی
نہین کہہ سکتا کہ سبکو یہ امور مد نظر ہین اگر انکا لحاظ رہے تو بیشک ناظرین اخبار کو بہت فائدہ حاصل ہو
اعجاز عیسوی تو ہمارے کلام کو ہے زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو۔ تیغے ٹھنڈے اگر ا[illegible]

مول لیتا ہو لیجیے بے فائدہ منفعت کی جق جق و بق بق مین پڑتا ہی پر سیے جو باتین کہ بعدہ پادری
کوچہ سبزی فروشان کبھی سنی نہون سن لیجیے کیا کسی نے کالے پادری صاحبون سے ملاقات
نہین کی یا تقریر شور و شغب کی نہین سنی نصیحت اور وعظ تو درکنار اتنو صاحب بہادر کا یہ حال ہوگیا
ہی کہ لگے منہ بھی چڑانے دیتے گالیان صاحب زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن
بگڑا شاید آپنے میری اس تقریر سے بُرا مانا ہوگا مجھے آپ سے کچھ کام نہین بُرا نہ مانیے آپ خوشی
سے برانڈی اور ولایتی بسکٹ کھائیے جب پیٹ پھٹیگی وہ آپ بھگت لیگا ہم لوگ جانین اور گورنمنٹ
آپ کی بلا جانے صاحب من سلطنت والی گورنمنٹ کا تو یہ ہی کہ کسیکے مذہب مین کوئی دخل دیکے
بُرا نکہے اہانت اور شماتت نکرے اہل ہند اور یورپین آپسمین شیر و شکر کی طرح ملے جلے رہین کہ
دردمین ایکدوسرے کی مدد دین ہر شخص اپنی بھلائی حاصل کرے اور عقل سیکھے اسکے حاصل کرنیکو
علم ضرور ہی علم سیکھنے کو مدرسے بنائے صحت حاصل کرنیکو شفا خانے جاری کیے قحط زدون کے
واسطے چندہ جمع کیا آپ ہی فرمائین کہ یہ دلیل شفقت ہی یا نہین پھر کیا یہ شفقت اسکی مقتضی
ہی کہ بعوض اس دردسری اور خرچ کثیر کے بُرا بھلا کہکر اپنا دشمن بنائے اور آرام مین خلل ڈالے
آفرین نمک حلالی یہی چاہتی ہی واللہ حق نمک اسیکا نام ہی افسوس نہ پادری صاحبون کی ملاقات
لسانی مین کچھ کمی نظر آتی ہی اور نہ حضرات ہند کی جہالت اور نادانی مین ہرگز فرق پایا جاتا ہی
نعوذ باللہ اگر تھوڑے دن اور یہی حال رہتا تو ہندوستان کی خوب مٹی خراب ہوتی اور آٹے کے
ساتھہ گھن بھی پستا مگر ہزار شکر ہی اوس ارحم الراحمین کا کہ جہلائے ہند پر رحم کیا اور ایسی ذات
جامع الکمالات یعنی ناصر الدین والدنیا مولانا سید محمد ابو المنصور امام فن مناظرۂ اہل کتاب
کو جانب ہدایت بھیجا کہ جسنے ہمارے تمام شبہات جہالت کو یک قلم محو اور منسی کردیا اور فتنۂ عظیم
کے خروج سے آگاہ کیا ہمکو اونکے ارشاد و وعظ نے یقین کامل بخشا اور اونکے تصنیفات نے دیکھی
کامل و عقلی اور اونکے مجادلات شافی نے جہل کی آگ کو جو ہر وقت بسبب سننے مطاعن غیر مذہبی کے
مشتعل [illegible] ایسا فرو [illegible] باد بہاری صبح نسیم ہی حسب مسطر ذالین نظر حسن [illegible]

معلوم ہوا سنہ ۱۲۹۲ ہجری کے منقوطا ہے ہم بھی اسکے فکر کرتے ہیں وہ غزل مع چند اشعار جو رسالہ کے لکھتے ہیں قولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اقول اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم قولہ نسیم آتی ہے کس گل کی بنشہ یاد زبان پر شکر ہے اور آنکھ ترہے اقول کہاں ہے اے دل وحشی ادھر ہے زمانے کی بھی تجھکو کچھ خبر ہے خزان کے دن گئے فصل گل آئی ہے پھر اب شاخ تمنا بارور ہے قولہ کیجے آئین ادھر جناب وحشی اقول نہ دل کو صبر نہ تاب فراق جوری ہے بلا ہے جو بھی کوئی جان کو صدمہ دوری ہے خداوہ دن کرے صدقے سے اپنے حضرت کے کہ ہم ہون باغ ہو وحشی نسیم بنگلوری ہے قولہ اس دشمن شادی یعنی غم نے اخبار مین نہ لکھا اقول غزل ہو شکوۂ غم کہاں نہیں ہے کیا ہے وہاں بیان نہیں ہے کس منہ سے بیان ہو لطف تیرا ہم وہ منہ نہیں وہ زبان نہیں ہے قولہ جیتا ہون تمہارے یاد رخ مین اقول کرتا ہے وہ یاد گاہے گاہے کیونکر کہیں مہربان نہیں ہے آنکھون میں ادھر ہے وہ دل میں کس جا میں ہون کہاں نہیں ہے قولہ ہو خضر کی عمر عمر اونکی ایسا کوئی خوش بیان نہیں ہے اقول آپ کا لبکہ حسن گلبن ہے ایسا تو یہ خوش بیان نہیں ہے کسکی ہے فضا چمن ہے کسکا گر وہ گل گلستان نہیں ہے جب جا پہنو نسیم وحشی ہے سنو بوستان نہیں ہے قولہ جب سے کر وہ جان جان نہیں ہے نظرون میں مری جہان نہیں ہے سمجھ لیتے ہیں بارا اپنا اپنا سر دوش پہ کچھ گران نہیں ہے اقرار مین ہے طرح کے انکار ہے ہر بات مین ناسکے ہان نہیں ہے ہے یار وہ غمگسار سب کچھ افسوس کہ مہربان نہیں ہے آخر کو سنے گا جو کہے گا کیا منہ میں مری زبان نہیں ہے فرقت میں یہ جان زار وحشی ہے بار وے اگر گران نہیں ہے جب ہم اپنی حالت موجودہ اور حیثیت عرفی اور طاقت بشری کا (کہ) ہمین ہمارے کمالات ظاہری و باطنی اور فضائل صوری اور معنوی سب آ گئے ہیں بنظر انصاف غور کرتے ہیں تو ستایش اپنے زمان کو تمام ہے اس سے کہ وہ براہ اشفاق اور محبت قلبی ہو یا بالطبع حطام دنیوی مرہم خیالات اور مفر پاتے ہیں یا اس واسطے کہ ہم کیا موقوف ہے ہر شخص باشتغال

نفس امارہ یہ خوب جانتا ہی کہ ہمچو من دیگرے نیست جو کچھ ہون سو مین ہون یعنی دانشمند ہون
تو ہم ہین اگر اور کچھ نہین تو فریدون سے کیا کم ہین ہمین کیا شک ہی یہ رزق نعوذ باللہ ہمارے
ہاتھ ہی سوا اسکے کہ ہم ان داتا غریب پرور ہین (کیا خوب) مردے کو جلانا بات ہی اسلیے کہ بندہ
نواز مرحمت گستر ہین (واہ) علم کا وہ حال ہی کہ افلاطون ہمارے روبرو طفل دبستان
ہی جالینوس اگر دانائی کا دعوی کرے نادان ہی سبحان اللہ بن پڑھے یہ حال ہی اگر پڑھتے
تو خدا جانے کیا ہوتے جبکہ یہ حال ہی تو ذرے سے آفتاب بن جانا اور خاک مین کیفیت تخت
سلطنت پانا خلاف قیاس نہین ہم تو تھے ہی اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہمارے شفقت فرما اور بھی
استاد مل گئے یا یون کہو کہ ہمارے دعوے کے گواہ عادل کیسے کیسے لئیق انیق فاضل ادیب
لبیب حکمت استاد پیدا ہوگئے کہ جنکی شان مین سوء ظنی خلاف ادب ہی اب ہمارے
خیال فاسد نے سرمایہ بے سود کہ جسکو ذخیرہ فوائد دنیوی و اخروی زعم باطل نے تصور
کرنا چاہیے سالہا سال سے اندوختہ کیا تھا اور زیادہ پختہ ہوگیا جبکہ ہمکو ہر طرح کا کمال بغیر مشقت
و کسب تحصیل کے حاصل ہوگیا اور گواہی گواہان معتبر تقریرا اور تحریرا گذر چکی تو ہماری کل
کوشش اور محنت واسطے استفادہ علمی و جسمی و روحی کے تحصیل حاصل ٹھیری تو اب بجز
کسب کمال سے مجبورانہ درگذر کرنا اور بوقت سلب نعمت و مکنت کے بھوکون مرنا پڑا اسلیے
کہ جب ہم سکندر ثانی فریدون وقت نوشیروان زمان وغیرہ وغیرہ (نصیب اعدا) سبھی کچھ
ہو چکے تو اب گو فاقون پر فاقہ کرین لیکن اب بادشاہ بنکر کسکے دروازے پر جائین کس سے
التجا کرین کسکی چوکھٹ پر اڑین (قصہ ابو الحسن کو دیکھو) سچ ہی ہنسا یا موتی چگین یا بھوکے
ہی مرجائین اور جب افلاطون زمان ارسطو دوران ہو چکے تو اب خاک تحصیل حکمت
فلاسفہ ہوگی اور جب مجمع علوم اور منبع فنون ٹھیرے تو کوالف کے نام بھلا ابھی نجانین
لیکن عار کسب علم و ادب کب گوارا ہوگی الحاصل جبکہ نشہ ستایش بیجا کی یہان تک پہونچی کہ
ہمین حصول کسب کمال اور ارتفاع مدارج علیا سے محروم رکھا اور فریب بران ہمارے معائب

[illegible] ہماری آنکھوں میں بدل ڈالا صاف دکھا دیا اور افعال ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کی کچھ
[illegible] صورت کردی کہ جو دل کو بھانے لگی ثواب اور کون سی صورت رہی کہ ہم علم اور عقل تہذیب
[illegible] حاصل کریں اور ارشاد دینی اور دنیوی پر قابض ہوں اور متصف باوصاف حمیدہ اور تخلق
[illegible] پسندیدہ کس صورت سے ہوں نعوذ باللہ من انقلاب المکب فی ظلام الجہل والظلم
[illegible] طبیعت ستایش پسند ہوگئی مداحوں کو مدحت سرائی پر مجبور کردیا ہے اور مجبوری طبیعت نے
جو منزلت عادت کے ہوگئی ہے طبائع سامعین کو عادی سماعت کردیا ہے اور فائدہ اسکا بجز اسکے کہ طبیعت
کو ایک گونہ حظ اور کیفیت غیر واقعی ملتی ہے جسکا سرور ایک نشہ پایا ہوں ہو کہ حد و لمحہ یا بالغرض ایک
صدی تک جسپر کبھی اطلاق عمر طبعی کا بھی ممکن ہے حاصل ہوسکتا ہے اور [illegible] نقصان اسکے
[illegible] ہوتے ہیں نقائص جو علاوہ اور متذکرہ بالا عہدہ [illegible] اور بشریت سے [illegible] کر
[illegible] انانیت پر فرعونیت تک پہنچاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپ میں ان اشفاق
فرماؤں کی خدمت میں جو ذرے کو آفتاب تاباں اور قطرے کو دریا [illegible] میں بکمال
[illegible] ملتمس ہوں کہ اس امر خاص میں بغور توجہ فرمائیں کہ سادات [illegible] و ذمہ اہل [illegible] ہم کہاں تک
اصلاح طلب ہیں اور طرز و روش ہندیانہ اہل یورپ اس امر خاص میں کہاں تک قابل تحسین
ہے دیکھو سلطان السلاطین عبدالعزیز خان کو اہل عرب بجز مولانا معظم باوجود وسعت زبان عرب
اور کچھ نہیں لکھتے جبکہ ہم اس تمہید کے مقدمات کی طرف ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا خیال عام پسند ہے کہ کل کے دماغ کو اسنے فاسد کردیا ہے اور یہ ایک ایسا مضمون
ہے کہ کوئی خیال اس سے خالی نہیں ہے اور یہ ایک ایسی آتش مشرقی ہے کہ اسنے دیار عجم کو جلا کر خاک سیاہ
کرکے اب یورپ تک سرایت کر رہی ہے اور یہ ایک ایسا مرض مہلک ہے کہ اسنے خاندان کے خاندان
بلکہ ہندوستان کیا ایران و توران کو الٹ پلٹ دیا مگر افسوس کہ کسیکو اسکا خیال نہیں ۵
[illegible] کے خلل نے ہر جگہ نقشہ جمایا ہے جسے دیکھو جہاں دیکھو یہی سودا سمایا ہے حیرت تو یہ ہے کہ جب
ہمارے حضرات کہ جو ہماری عقل ہماری سمجھ نہ جسکے اصلاح کار ٹھہرے تو ہمارا سمجھانا ہو چکا۔

نیک بات کی ترغیب دینا مبادات سے ڈرانا اونکے اختیار مین ہوا اور ہمنے اپنا متاع ہوش جنون
بباعث کم عقلی نا سمجھی بے علمی کے اونکو پڑھا لکھا عاقل فرزانہ علم و ادب مین یگانہ سمجھ کے
سپرد کیا کیسے ع یہ نکرتے تو اور کیا کرتے ۔ جب وہ مضمون ہمارے دماغ کو ہوش اعظم پر پہونچا یا ملغ بنو کہلایا تو
ہمین اپنے معتقد اکی راست گفتاری پر یقین آئے تو کسکے کہنے پر کیسے جبکہ یہ عادت ہمیشہ اہل علم سے
اس ملک مین سرایت کر گئی اور جا نہین ہے خود ستائی ستایش پسندی اور ستایش کرنیکی عادت پڑ گئی تو اب بغیر اتفاق
نہوی کے ایسی عادت مرغوب کا ایک چھوٹنا دشوار و متعذر ہی بلکہ غیر ممکن و متعسر اسواسطے مین اپنے ہمسرون سے
مخلصانہ کہتا ہون کہ اگر فی الحال ہمین چار باتون پر عمل درآمد ہو تو بہت مناسب ہی پہلے نمونہ از خروارے اول جب
علما کے القاب مین فقط عالیجناب یا جناب عالی پر قناعت کرین سکندر شوکت دارا شان وغیرہ وغیرہ بڑھا کر لکھا
نہ کرتے ہین دوسرے سید محمود مرحوم نام مین فقط عہدے کا مذکور کرنا کفایت کرتا ہی سوم اگر کہین کوئی نئے دو تکے فلان صاحب
تشریف لائے ہین تو [illegible] کی ضرورت نہین ورنہ آنا غضب ہو جاتا ہی کہ مضمون کے تختے پھولون
کے گملونسے بھر جاتے ہین اور زمین سخن مین بجز تعریف کے جھاڑون کے ایک بالشت کسی اور
مضمون واقعی کے پودے لگانے کو جگہ نہین چھوڑتے چہارم خدانخواستہ اگر کہین کوئی گیا تو
تشریف لے گئے لکھنا کفایت کرتا ہی یہ فراق کا ایسا دریا بہاتے ہین کہ صفحہ قرطاس سطح آب ہو جاتا ہی
ہر مضمون نایاب ہو جاتا ہی آپ غوطے کہانے لگتے ہین غرض اس سے یہ ہی کہ سوائے مضامین مقصود
قدرتی کے ایسے زوائد عبارات مدحیہ جو خواہ مخواہ طبیعت کو عجب و نخوت کی طرف مائل کرین قرین
مصلحت نہین (کیونکہ یہی خلاف تہذیب ہی) اب مین اون عالی نژادون والا طبیعتون کا دل سے
شکرگذار ہون کہ جن حضرات نے اپنی عالی ظرفی اور قدردانی سے مجھے سراہا اور میرے دل کو تعریف
نے بسبب تقاضائے بشری کے ایسی کیفیت بخشی کہ آجتک اوسکا سرور نہین بہولا لیکن
اب مین نے بسبب تمہید بالا کے ایسی مدحت سرائی سے جسکے اول تو مین سزاوار نہین
اور اگر ہون بہی تو معذرت خواہ ہون معذور رکہین یقین ہی کہ میرے احباب بہی میری اس شکستہ
حالی کے شریک ہونگے ؎ دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست ٭ در پریشان حالی و درماندگی

سوانح عمری کی باتین زندگانی کے سفر کی کیفیت

سے مسافت دور خطرہ راہ کا ان کم ہی ہین تنہا ہجو چلنا ہی تو اور بھی تھوڑے ہو پانون پھیلائے
.. ثانی ہے وادی کوہ نوردان ملک عدم نے تین منزل مین تقسیم کیا ہی از روے پیمائش عقلی
کیفیت ہر منزل کی جدا اور ہر مرحلے کا انداز نرالا ہی دو منزلین بہت آسان ہین تیسری نہایت
کٹھن اور مصیبت ہی کہ جسمین ہر آدمی کا آپ ہوجاتا ہی منزل اول لڑکپن کی کیفیت اور بچپن کی حقیقت
تو اس منزلت ہی غفلت ہی دیکھی بھالی نہین سنی سنائی ہی اگر ہین تو کیا ہین لعب ہین تو کیا
کہیں اندازہ ہو نہ کہیں تو تماشا جنون نہیں بے ادبی سراپا ادب ہو سب انداز بید ہنگے ہین
لیکن بھلے معلوم ہوتے ہین اکثر طرز روش بے ڈھب ہی لیکن بری نہین لگتی الجھی ہوئی
تقریر ہر ادا کان سننے کو دوڑتے ہین مہمل و لغو گفتگو ہی مگر فصاحت مین دوا نہیں لاابالی
حرکات ہین پر دل قبول کرتا ہی وحشی کیونکہ نہ وہ عالم گریبان ال کو نہ بھاے انداز شکل طرز
ڈھنگ نرالے ہی مگر افسوس نہ ہمکو خوشی سے خوشی نہ غم سے غم اگر ہو تو اہ دنکو ہمین اس سے
لیا آنکھوں کا نور دل کا سرور اگر ہی تو غیرون کو ہی ہمارے کس کام کا لیکن تیسرے منزل کی سوچتے ہیں
وحشی وہی دن خوب تھے جنمین نہ خطرہ تھا نہ کھٹکا تھا پڑی جب سر پہ وحشی اروئے ایام
طفلی کو ہمنزاد سفر کا سوچ نہ بادیہ پیمائی کی فکر نہ خار آزار کا کھٹکا نہ طبیعت مین ملال نہ دل مین
اٹکا نہ معاش کا غم نہ معاد کا خوف یہ منزل غفلت مین بہت جلد طے ہوجاتی ہی اس سے ذرا سخت
گھاٹی آگے آتی ہی منزل دوم جوانی اسکی ایم کہانی ہوش حواس کے قصے ہین مختصر کیا و توف ہم
جو اس سالہین آیا ہی ضرور اسکا خوش کیفیت سے تھوڑا بہت چکھ چکا ہی آپ کیا نہیں جانتے
جسنے اس منزل مین قدم مارا انا و لاغیری کا دم مارا زمین سے لگتے ہی ٹھوکر پڑی ہوا کو دام
محبت مین پھنسے کسی کے دوست رہے دشمن بنے آپ پر کیا نہیں گذری کسی کے زخم دل
تیر مژگان سے آسے ہوسے بعض وجا گھونٹ برانڈی کے پیکر متوالے ہوے آپ نے کیا نہیں

نامۂ اعمال کا خیال پل صراط کا دھڑکا دوزخ کا خطرہ جو ہمیشہ تہ سے کی کمر نکالے لیتا ہے ادھر وقت ایسا
تنگ کہ دم مارنے کی فرصت نہین بات کرنا کیا غضب ہے کہ یہ سب صدمے ابھی آنے تھے اگر یہ
ایام طفلی کچھ جوانی مین بٹ جاتے تو فی الحال کچھ سبکدوشی کی صورت تو ہو جاتی وحشتی فرقت کا
صدمہ پھر کا غم کاہش فراق ہے اکیلا سوچے کیا کیا بھلا سہون ہے ہوش ابھی بنے بگڑے
ہوے ہین مقام کی کیفیت ہی معلوم نہین لیکن تجربے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ مقام بہت سخت
ہے جسکے ابھی سے یہ آثار ہین وحشی سوتے سوتے چونک چونک اٹھتا ہون مین ہو کر بدحواس
یا حسرتا جاہی ہے گور غریبان کی مجھے آہ جسکی یہ بدایت ہے اسکی نہایت کیسی ہوگی اور وہان بجز
تنہائی کے کوئی ساتھی نظر نہین آتا ہے جو رفیق تھے اونھون نے بھی ساتھ چھوڑا رفاقت
سے منہ موڑا ایک مال و دولت وہ تو گھر ہی مین رہی دو قدم بھی ساتھ نہ دیا دوسرے عزیزا قربا نے
شرما شرمی لب گور تک پونہچایا پھر اپنا رستہ لیا اب فقط اعمال کا طبیعت کو سہارا ہے دل کو
گوارا ہے تعجب ہے کہ یار جانی تو برے وقت مین منہ موڑین آنکھین چرائین اور صورت آشنا ساتھ
نہ چھوڑین اور کام آئین وحشی کسیکا یہان نہین کوئی بنا اپنا ہے نہ بیگانا ہے بھروسا چاہیے وحشی
فقط اکسا اپنے ہی دم کا ہے تنفواب دم کی یہ صورت ہے کہ دم ناک مین ہے جو حسرت سینے مین تھی وہ
اب خاک مین ہے سبحان الله عجب ہم اپنی حالت پر غور کرتے ہین تو ایک عجیب حالت طاری ہوتی ہے کہ الٰہی
ہم کیسے والا ہمت تھے کہ اب سوٹے ٹیک کر چلنے کو محتاج ہین اور ہم کیسے غریب پرور اور داتا
تھے جو شدت جوع البقر مین اپنا پیٹ نہین پال سکتے ہم کیسے قبلۂ حاجات تھے اب جو اپنے کام کاج کو
نہ رہا نہ وہ ہاتھ پانون ہل نہین سکتے اور کیسے کعبۂ مرادات تھے جو فی الحال سینۂ نامرادی پر سیج بھر لوہ
ہے ہم کیسے فلک مرتبت تھے کہ خاک مین ملے جاتے ہین اور کیسے برجیس قدر تھے کہ زمین جھانکتے ہین
اور کیسے سکندر شوکت تھے کہ گلیون مین ٹھوکرین کھاتے ہین اور کیسے جمشید مرتبت تھے کہ ایک
جام پانی کو ترستے ہین اب جسقدر بھی چند بے سا تھیون نے بھی ساتھ چھوڑا چشمون نے آنکھین
چرائین صورت آشناؤن نے منہ موڑا شاید اب وقت وداع اور اوان رخصت ہے کبھی سر کا خیال

اتفاق جب ہوا تو فرش مہتاب پر شب باشی کو ہین حوض اُبل رہے ہین فوارے چل رہے کے پھول
ہر درختون کے پتون سے صدائے جلاجل آتی ہے تارونکا جھمگانا ڈھلتی رات وقت سہانا شعر
للمؤلفہ فرط عشرت سے رہا کچھ مری خاطر پہ نہ تفکر نہ تردد نہ تحیر نہ غبار ہے کہ یکایک ع للمؤلفہ
سمت مشرق سے ہوئی صبح سعادت کی نمود ہے درختون مین سے ایک مہ پارہ ستمگار آفت کا
پرکالہ چہاردہ سالہ کمسن آدمستی جوانی کے دن غارتگر جان نظر آئی دیکھکر عقل اُڑ گئی ہوش
جاتے رہے دیر تک یہ حال تھا پانون سنسناتے تھے گویا عالم سکتہ تھا ہر وقت ادھر ودھر دیکھتا تھا
کچھ نہین کہہ سکتا تھا غرض جون تون دل کو ڈھارس دیکر قدم آگے بڑھایا اور یہ شعر بیساختہ زبان پر
آیا للمؤلفہ تو ہی وہ غنچہ دہن دیکھ لین جو گلشن مین ہے تو کھینچ لین ورق گل ہو بلبلین زبہ
مسکرا کر فرمایا آپ کون ہین کیا حال ہے مین نے کہا دلدادہ ہون لیکن اضطراب کمال ہے فرمایا کیا
آرزو ہے عرض کی للمؤلفہ مرا سر ہو اور آستانہ تمہارا ہے یہی آرزو ہے جو کچھ آرزو ہے اگر یہ امید
بر آوے نصیب ہے شرف ہنسکر کہا اگر خدا کو منظور ہے لا مہر ضرور ہے پھر ہاتھ پکڑ کر ازراہ لطف مجھے بھی
شریک فضل فرما کر مسند عیش پر بٹھایا اور نہایت عنایت کی نہایت لطف فرمایا پھر آنکھ جاتی تھی
ایک نئی کیفیت نظر آتی تھی چارون طرف عیش و عشرت کا ہجوم ہر جا سامان نشاط انبساط انبساط
انبساط شعر للمؤلفہ کیون نہون ممنون منت وا ہوئے لطف نسیم ہے غنچہ تر ہو دل کو
شگفتہ کر دیا ہے رنج و غم کو اس دربار مین بار نہ تھا حرمان و یاس کو اس سرکار مین سرو کار نہ تھا
عشرت کا یہ ہجوم کہ فکر و غم دھکے کھاتے تھے رنج و الم وہان سے نکالے جاتے تھے اُس مکان عالیشان
مین جب غور دیکھا تو مسند عیش کے برابر اور بھی کئی مسندین بچھی ہین اور ہر ایک پر جدا جدا علیحدہ علیحدہ
تحریر تھا ایک پر مسند حسن دوسری پر مسند ناز تیسری پر مسند جاہ چوتھی پر مسند امید پر زر تکلف
استقدر کہ یہان نہ سنا دائین طرف نظر جو گئی تو ایک شاکستہ گوشۂ عافیت لگا ہوا ہے کا شش
و فروش سادہ و بے تکلفی کا سب سامان موجود تھا ایک پیر مرد سفید ریش سادہ
ہوئے بیٹھے ہین مین نے جب غور سے خیال کیا تو کچھ شناسائی سی معلوم ہوئی

نہین ہان مین آپکو پہچانتا ہون کہان نام سن لیا ہوگا صورت تو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی
ہوگی حضرت ان مسندون کی کیفیت تو بیان کیجیے یہ کیا سر لڑ ہے طبیعت کو گونہ اضطراب ہے قبلہ
مسندون کی کیفیت تو آپ نے پڑھ لی کیونکہ ماشاءاللہ آپ بھی پڑھے لکھے ہین اور سنی الحال کے
مسند نشینون کا حال مجھے معلوم نہین کیونکہ مین بھی ابھی آیا ہون جو بیٹھتے جائین دیکھتے جانا
لیکن سابق کے حال سے تو البتہ واقف ہون اسلیے کہ یہ ریش سفید اسی سرکار مین کی ہے اور آگے
اس احقر کا تصور ابہت درخور بھی تھا اب معتوب و عتاب ہون کوئی نہین پوچھتا زمانے اسی بلا
کے مصاحب ہین ایک نہین چلتی اسیواسطے بندہ درگاہ نے گوشہ عافیت اختیار کیا ہے حضرت
اگلا حال بھی بیان فرمایئے قبلہ نامیون کا مذکور کرتا ہون اول مسند نشین حسن نے زلیخا کو بندے
نے بخوبی دیکھا شیرین سے بھی چندے لطف کلام رہا لیلی نے خوب نیت دی تو جہان نے بھی
اپنی سی کر دکھائی اور ایسی بھی نوسیکھڑون ہی گذرین جو آئی اپنی ہی دھن مین سیری ایک
دھنی دوسری مسند زر اللہ اکبر سب بڑھکر قارون ہی ہوئے ارباب خدمت مین سے بھی بہت
کی ... سو کبھی پہلی مہربانی کے ٹھکانہ پایا کوڑی بھی نہ حاصل ہوئی تیسری مسند جاہ سبحان
فرعون کی عز و شان کا بیان کرون یا شداد کی کیفیت سناؤن چنگیز خان نے تو خاتمہ ہی کر دیا
چوتھی مسند امید اسکے مسند نشین تو بے شمار ہین کس کس کا مذکور کرون ہزار در ہزار ہین پانچوین
مسند عیش اسکے بھی ہزارون مسند نشین ہو چکے لیکن یہ مسند ایک جھمک بھی لاتی ہے اپنے
مسند نشین کو بہت جمنے نہین دیتی چار دن سنائے چپت مارتی ہے اور حضرت خود بخود ہو کر ایسے
اوندھے منہ چراغ پائون گرتے ہین کہ پھر تن بدن کی سدھ ہی نہین رہتی ہے محمد شاہ کو تو آپنے
کیا دیکھا ہوگا لیکن واجد علیشاہ تو آپ کو راہ مین ضرور ہی ملے ہونگے کہ ابھی کپڑے جھاڑتے
ہوئے شمار تشریف لے گئے ہین ظاہر تو ہاتھ پائون پر کچھ صدمہ نہین آیا صاحب بچ جاتے
ہین لیکن پوشیدہ وہ چوٹ لگتی ہے کہ دل ہی جانتا ہے آپ یہ مسند نصیب ہو آپکو خدا خیر
سے یہ کہکر وہ جلد ہے ہین از خود فراموش بادہ محبت اسی نازنین سے مدہوش ہوتا

جو سامانِ خوشی کا اسباب سرور موفور خزانہ بھرپور ہر وقت صدا سے زیر و بم کبھی زیادہ کبھی کم خوشی
مین ایسے بھولے کہ اپنے کو آپ بھولے کیسا گھر کیسے وطن کی خبر جب تھی ہی نہ تھی تو کچھ سدھ ہی بھی
رات دن اُسی نازنین پر جان دیتے تھے بہار عیش پر چڑے مزے زندگی کے لیتے تھے کہ یکایک
المؤلفہ جنبشِ دامن بادِ سحری نے ناگاہ بستر گل پہ کیا خواب گران سے بیدار جو جب آنکھ کھلی
تو کچھ نہ تھا ارے یہ کیا ہوا وہ عیش کے سامان کدھر گئے کچھ دھوکا سا معلوم ہوتا ہے ابھی ذرا
غور سے تو دیکھو نیند کی آنکھیں مل ڈالو المؤلفہ خیالِ وصل حرمان ہو گیا ہے وائے محرومی
مگر شاید ہمارے خواب کی تعبیر الٹی ہے نہ وہ گل ہے نہ وہ بلبل ہے تماشائین جہاں جی ہین حسرت
صورتین دکھلا رہی ہین نہ گل ہے نہ بوٹا ہے نہ کوئی درخت ثابت ہے نہ ٹوٹا ہے آخر تو اور باغ کی خیابان
کیا ہوئی کیا بڑے بڑے درخت بھی جڑ سے اکھڑ گئے سب کے سب ایک دم مین ہوا ہو گئے
اگر پانی بہ گیا تو کچھ نم ہی ہوتا ثابت نہین کم ہی ہوتا درختون کی بہت جڑ ہے بھی پتے کو نہین
ملتے پودے بھی ہوا سے نہین ہلتے ڈھونڈھو تو وہ نازنین گلگشت کرتی ہو ادھر دیکھا ادھر دیکھا
سیکڑون چکر کھائے جب کہین پتا نہین ملا تو پھر لوٹ کر وہین آئے المؤلفہ ہون سناٹے کے
طور سے حیران کہ کیا ہوا خاموش ہون مین بلبل تصویر کی طرح کہ یکایک آواز آئی کہ تسلیم کیون
ہم نہ کہتے تھے لوٹ کر جو دیکھا تو وہی پیر مرد کھڑے ہوئے فرماتے ہین کہ او نادان دشمن جسم و خرد
اب بھی ہوش مین آ میں نے کہا حضرت یہ کیا اسرار تھا وہ نازنین مہجبین کون تھی اے حضرت کا
اسمِ مبارک کیا ہے کہا اے بیوقوف وہ مکار عیار و غدار و کمینی یعنی دنیا اسکا نام ہے یہ سب اسیکا
نام ہے تیرا خیال خام ہے تو کہان ہے وہ پیر فرتوت ہے گو شکل جوان ہے آپ کیا ہزارون ہی اسکے
دستِ رفتار ہو کے گنج لحد کیا اسکے گرفتار ہوے کہ تربت اسکا زہر آمیز ہے اور آب زلال اسکا خنجر
سے پانی سے تیز ہے ابتدا اسکی آسان انتہا مشکل ہے نہایت اسکی صلح تیز ہے نہایت اسکی دانستہ قاتل اسکے
سیکڑون گھر ویران کیے ہزارون مجمع پریشان کیے جنکا نام و نشان نہین کہ کہان ہین کہان نہین
ان لوگون سے تعجب ہے کہ باوجود اسکے پھر بھی اسکی گشت سے وصال ہین کیسے کیسے سامان

اپنے ہین کیا کیا بیان کرتے ہین یہ موت آتی ہے قضا اپنی صورت دکھاتی ہے پاؤن پھیلائے ہاتھہ
اوٹھائے گور مین چلے جاتے ہین نہ کچھہ ساتھہ لائے ہین نہ ساتھہ لیجاتے ہین پر حسرت وارمان بے ساز
وسامان اس جہان سے گذرتے ہین یہ کیا کرتے ہین یہ تو حیلہ ساز ہے کہ اسی کی طلب مین جان کھوتے
ہین آبرو سے ہاتھہ دہوتے ہین یہ وہ مہرگ ہے کہ انکے ساتھہ ایک قدم بھی نہین جاتی ہے پھر اپنی صورت
دکھاتی ہے یہ آپ ہی اکیلے گور مین سوتے ہین ہنسی کی بات ہے ہم انکی حماقت پہ روتے ہین حضرت
یہ مجنون پھنسی سمت والے ہوتے ہین ع رہے سیکڑون بنے گو بیلے کفن طعمۂ زاغ و زغن ہوگئے ہین
چیل کوے انکی بوٹیان کہاتے ہین ہما کیسی لوگکی ہڈیان چباتے ہین ہزارون مزار پر نقش و نگار بے
در و دیوار اسکے مارے ہوؤن کے موجود مین جہان گدہے لوٹتے ہین بوم آشیانے بناتے ہین آپ پہ
کیا موقوف ہے ہر شخص تعلقات دنیوی مین گرفتار ہے جسے دیکھو یہی مرض ہے یہی آزار ہے کسیکی پیشانی
قشقہ ہے کسیکے گلے مین زنار ہے کوئی بتون کے پانون پڑتا ہے پتھر پہ پیشانی ہے اسی سبب سے پتھرون سے
سر رگڑتا ہے اگر بنظر غور دیکھیئے تو گل و بلبل مین کیا بلکہ جزو کل مین اسکی نیرنگی کے جلوہ دیکھیئے شرارۂ
سنگ مین اوسیکا ظہور ہے نار مین اوسیکا نور ہے عیش و سرور رنج و عنا مانند گل رعنا توام ہے کہین
شادی ہے کہین غم ہے اس چمن دہر سے رنگ بے ثباتی عیان ہے باد بہاری گویا سفری کاروان ہے
یہی سمجھو قول غلام محبت علام حسن و جمال اور منال قابل اعتبار نہین اسباب دنیوی پایدار نہین
اور اسکے ادبار سے مغموم اور اسکے انقلاب سے مہموم نہ ہونا چاہیے بے فائدہ رو رو کر جان کھونا
چاہیے الحق یہ ہے کہ نہ اسقدر ہنسنا چاہیے اور نہ اسقدر رونا اچھا اسکی شفقت و عنا اور انتہا
اسکی عدم [illegible] آپکے ملال مین [illegible] جزا حساب ہوگا اور حرام پر [illegible] عذاب ہوگا [illegible]
غرض انتقال [illegible] جمال [illegible] زوال آگیا دیکھو نہال حسن و جمال [illegible] کیا سست ہے کیا
[illegible] سعادت [illegible] بسبب [illegible] عقل [illegible]
[illegible] یہ آپکا خادم رع ق ل ــہ ولے نادانی ہوا معلوم ہے [illegible] تھا
جو کچھہ [illegible] افسانہ تھا زیادہ والسلام علی من اتبع الہدی کیون صاحب آپ نے

جلوس استقبال سال حال ناظر الاخبار ملاحظہ کیا کہ مضامین کا کسقدر ہجوم ہے کہ پائی نگاہ کا ایک قدم
آگے بڑھانا دشوار ہے نئی نئی تشبیہات طرح طرح کے استعارون کی دھوم دھام ہے کسقدر موزون
کلام ہے سبحان اللہ دیکھیے طلاقت لسانی فصاحت بیانی وضاحت تحریر متانت تقریر درستی الفاظ
چستی معنی سلاست عبارت سیدھی سادھی بول چال چلتے وا اگر گفتگو بے تکلف باتیں (دنیا
تو خاک سنا بھی نہوگا) بہر کیف مختصر کیفیت اظہار مطلب کس خوبصورتی سے کیا ہے جیسے بن سکا
اور جب موقع بیڈھب دیکھا تو صاف ٹال گئے گو اہین کچھ مصلحت ہو لیکن ہم یہی کہین گے
کہ برائی دوسری کون ہے سوال طلب مفصل کیفیت وبا کی اڑا گئے حضرت آپ ہی فرمائین بہت اچھا
تو سنو جبکہ ہر شخص بقدر لیاقت خلعت اور خطاب سے مشرف ہو چکا تو تہذیب الاخلاق کو جلدو
آو بھگت جامۂ نیچر اور نمبرہ تہذیب ملا اسیطرح چلمین عنایت ہوا آگرہ اخبار کو استقبال کے بدلے
جسمین بڑا تزک و احتشام تھا تمغاے خواجگی اور ملبوس خاص آزادی عنایت ہوا ناظر الاخبار کو علاوہ
حسن خدمت استقبال بعوض موافقت قدیمی عہدۂ سکرٹری ملا اس عرصہ مین تہذیب نے
موقع پاکر عرض کی کہ کل خدام اور ترقیخواہ سلطنت نجومی اور مورخ اور اڈیٹران اخبار کے بقدر
لیاقت تہنیت بجا لائے ملال کیا باعث کہ کوئی شاعر ابتک ارباب ملازمت سے نہوا نہ کوئی آیا نہ قصیدہ
مبارکباد لایا شاید انکا سر پھرا ہے یا دماغ مین خلل ہے حکم ہوا کہ پولیس جائے جو شاعر ملے پکڑ لائے تھوڑی دیر مین
اطلاع ہوئی کہ ایک مرثیہ خوان رقت نام موجود ہین حسب الحکم آئے پوچھا کہ تم شاعر ہو عرض کی
بندہ شاعر تو نہین لیکن جبکہ اس قوم نامراد کا نصیب چمکا ہوا تھا مین بھی انکے خوان کرم کا زلہ ربا
تھا اچھا سب لوگ آئے وہ کیون نہ آئے خداوند ملال اس قدر قبولیت معلوم ہے کہ نجومیون نے
نحوست طالع کی ایسی دھمکی دی تھی کہ کسیکا پاؤن نہ ٹھیریگا لکھنو والے پہلے ہی اڑ گئے ناسخ جو
بہکے سرغنہ تھے وہ تو سیاہ کر کے چل دیے فسعر کرچکا قیم وحشت مین بہت جوش وخروش
چند مدت عالم شہر خموشان دیکھے پھر تو تو چل اور مین چل وہ بھاگڑ پڑی کہ خدا کی پناہ دہلی
والے غدر سے ایسے چونکے تھے کہ پتا کھڑکا اور بندہ بھڑکا غیر آمد آمد یہی سنکر ہوا ہر نئے شاعر کا

سولیا تھا اور نا انشا عری یا دی تصور کرتے تھے کیا سعد بن زنگی نے سعدی کی بدولت حیات جاودانی
نہیں حاصل کی کہ جسکی چھوٹے چھوٹے فقرے اور ننھے ننھے بچون کی زبان پر اب تک یادگار ہین دیکھو
فردوسی کی بدولت سلطان محمود کو ابتک کسے نے نہیں یہ تو بہت پرانے افسانے اور بوسیدہ
قصے اور گذشتہ باتین ہین کہ فن کمال جنکے لیے گواہ عادل کا بہم پہونچانا گویا مسیحائی کا دعوی
کرنا ہے لیکن مین ابھی تھوڑے دن کا ثبوت عہد واجد علیشاہ اور ابو ظفر خاتمہ کار گورکان کا
ایسا بتا دیتا ہون کہ حضرت تشنہ بیک کو بجز سر تسلیم خم کرنے کے اور کچھ نہ بن آویگا یہ تو غزلخوان کا
بیان ہوا کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ عشرے کرو فر یا عزت و اکرام سے گذرتی تھی گو کہ کچھ اسمین احتمال
تعلی اور خود پرستی بھی سہی لیکن آپ لوگ کیا مین خود اس بات کا قائل نہین اور آواز بلند
نالکارے کے گو کہ خلاف طرز آداب ہے لیکن اپنے تکمیل دعوے کے لیے کہتا ہون کہ ع آیا عبود و صیف
منافی ہذیانات ۔ کچھ لیاقت ذاتی بھی ملاحظہ فرمائیے صاحب جب مین شیخی کی تقریر اور نازک خیالی پہ
نظر کرتا ہون تو بے اختیار یہ کہنا پڑتا ہے کہ جادو جسکا نام ہے وہ یہی گفتگو ہے اور تسخیر اسی کا نام ہے
اور سحر اسی کے اثر کو کہتے ہین نظم بسبب موزونیت کے جلد دل مین بیٹھ جاتی ہے کہ کئی دن تک
آنکھون مین اسکا سماں بندھا رہتا ہے وہ صورت تصویر پیش نظر رہتی ہے وحشی بنا دیتے ہین
ہم مضمون کی صورت زبان سے کام لیتے ہین قلم کا کیا اعتبار جلسہ ملاحظہ نہین فرماتے کہ
جب شاعر کسی مضمون مذموم کو بیان کرتا ہے تو سامعین کیفیت آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے دیکھو
تو چمن اور سبزہ ہوتے ہین بادل گرج رہے ہین شعلہ بارود کی بجلی چمک رہی ہے دم مین کا
اثر چھا رہا ہے گہرے اور گولیون کی بوچھار پڑ رہی ہے خون کے ندی نالے بہہ رہے ہین سر کٹے ہوئے
مثل حباب کے نظر آتے ہین جگر دیہ کی کیفیت بیان کی تو یہی سماں آنکھون کے روبرو آگیا
اگر بہار یہ ہے تو باغ ہے گل ہے بلبل ہے عندلیب ہے سبزہ ہے سنبل ہے جاتی ہے مینا ہے مل ہے (اس سے زیادہ
اسکا مالک ہوگا) غرض کہ چمن کی سیر ہے مین نے ایسا چمن کو لیا تا لاشون کو چھڑا دیا بلبل و رشتہ
گلبہار گل ہے مینا یہ سیر کیا کہ پہونچے گر چمن کی لطافت ہمرشتہ صحبت مین یاد نہ کیا وحشی

ہو بقول سعدی بکہ جامہ ملازم و امن ازکجا آرم تن پر ایک تازہ وحشی خوشی کے پیکر سجدہ کرتا
یہ ننگ عریانی و ملادو گر کفن تو ہم اسکو پیرہن سمجھے و متاغم ہے کہ شخص اس قابل ہو کہ مدد این آئے
یا ور نہ بحیثیت ان لچھنون سے صورت دکھلائے خصوص ایسے بادشاہ جلیل القدر کے روبرو
نشست گو نہ بجاب و بیل تکمیل سخن سچ کہتا ہے بیشک تہذیب کو اس سے عناد ہے سرکار اسکی
بولی نہیں سمجھتا تہذیب انگریزی مین غٹ پٹ ملا کے جو چاہتا ہے سمجھا دیتا ہے اچھا ہم اسکی
پرورش کرینگا شاہزادہ مین سے بہت خوشی سے آپکا کہنا منظور کیا اسکو آپکے سپرد کرتا ہون
لیکن یہ آیندہ ایسے مضمون نہ باندھے کہ جو لڑکون کے اخلاق کو خراب کرے اور ایسی بھدی بنا
نو جو د مضمون کو بے آب کرے اچھا رخصت دربار برخاست ہوا مصاحبو خیریت مجلسی مین تھی کہ ہم
نہوئے نہیں تو وحشی ہو لی کیا پٹیہ تیجے لطف جب تھا وہ بدہوتی تو سنتے ہمارے اونکے کیا کیا گفتگو ہوتی

افیون مدک

جب ہم بنظر انصاف مسکرات کی طرف غور کرتے ہین تو باوجود ممانعت شرعی اور قباحت عرفی
اور خلاف شایستگی اور تہذیب اخلاق کے ایک دو فائدہ کسی نہ کسی متوالا کرنے والی شے مین پائے
ہین بخلاف افیون کے کہ کوئی فائدہ بجز مضرت روحی و جسمی کے اس سے نظر نہین آتا اگر اسکی
تفصیل ہم بیان کرین تو بڑی ضخامت کی کتاب مثل ہفت قلزم یا مہابھارت کے بنے لیکن
تھوڑا سا بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ لوگ متنبہ ہو کر اسکے استعمال سے باز آئین حاصل تو یہی ہے کہ آدمی
اسکے استعمال سے اپنی حیثیت سے نکل جاتا ہے ہان بخیال حفظ مراتب اگر فرشتہ ہو تو ہو لیکن ہم
اوسکو آدمی ہرگز نہ کہینگے جب ہم اسطرف توجہ کرتے ہین کہ ہر شخص طالب اسکا ہے کہ مجھ مین سب
اوصاف حمیدہ اور سب اچھی خصلتین جمع ہو جاوین تو افیونیون اور مدکیون کی طبیعت اور روش
بخلاف اسکے پاتے ہین کیونکہ اس بات کو تو آپ لوگ بھی مانتے ہین کہ منجملہ اسکے حسن بھی ایک عمدہ
چیز ہے اور اسکی ترقی کے واسطے حکماے یونان اور ہند اور فرنگ نے کیا کیا سر مارا ہے خصوص غازے
اور اُبٹنے کے ہزارون نسخے بنائے اور دواؤن کی اور بوٹیون کی ترکیبین اسی ستھرائی اور صفائی

[illegible] خضاب و وسمہ اور مہندی اور غازے کی کیفیتنا سی چمک دمک کے لیے ایجاد
ہوئین اور تراش خراش لباس اور اوسکی زینت کو عجیب عجیب گوٹہ و ٹھپہ و لچکا و گوکھرو بنا اور لاکھون
طرح کے زیور تہمہ بلاق کنگن پازیب گلوبند مالا بازو بند طلائی نقرئی الماسی ایجاد ہوئے ہزارون
طرح کی کسرتین ڈنڈ مگدر لیزم جسم کی درستی اور مشغلی کے لیے ایجاد ہوئین یہان سب بالخیر ہو قصہ
معاف ہو سچ سچ ہی نرالی ہو جاتی ہے اور بسبب ادب کے ہم کسی کو ناتراشیدہ نہین کہہ سکتے
اور ذات شریف کی شان کے موافق کوئی لفظ بجز آپ رو پے کے ٹھیک و موضوع نہین ہوتا
قطع نظر اسکے آپ نے کیا مکیون کی صورت پر غور نہ کی ہوگی میرے نزدیک تو تیسرے درجے
کی تپ دق کی صورت مین سر سے پانون تک کچھ فرق نہین اگر اسکا حلیہ لکھین تو آپ ہی لکھین گے
گردن پتلی سوکھے بیرونق ہاتھ پانون چہرا سوکھ کے ہڈیون سے ملا ہوا گال پٹکے ہوے آنکھین [illegible]
باہر کو نکلی ہوئین بیٹھی اور گندی ہوا سے ہونٹون پر خشکی پیلا رنگ مائل بکبودی گفتگو کے وقت
آواز بھی کثیف الطبع مزاج مین امساک اور اگر مکان پر تشریف لیجائیے تو دولت خانے کا یہ
حال ہے کہ ایک جانب بجاے مسہری ٹوٹا جھلنگا اور فرش قالین کی جگہ بوریا پھٹا ہوا ایک جانب
سنکار مٹی جو اوسپر مکھیونکا ہجوم اور بجاے ظروف استعمال چینی کے چھوٹی چھوٹی پیالیان مٹی
اور گھولوے کی ٹھیکری ہوئین اور بجاے بوے عطر حقے کا پانی گندہ اور بجاے گلدستہ راکھ
کے ڈھیر اگر لباس پر غور کیجیے تو ایک چندی سے لپٹی ہوئی پھٹا انگرکھا اور پاجامہ ٹکڑے اسپر بھی
غرض لباس سے آسایش اور آرام ممکن نہین بلکہ وقت بے وقت اسکے چندے آگ جلانے کے
کام آجاتے ہین جسم پر میل کے چھلکے بشارت کو چھ مہینے ہوے اور عید کو پانچ مہینے کا عرصہ
ہوا کہ آپ نہانے نہین پائے آوازہ مجملا اشتہا کہ جسکے واسطے تمام اعلی و ادنی دانت دیے
ہوئے ہین اسکے دور کرنے چست ایجاد ہوے معجون بادام کہاں کوئی حلوی خان اور شفاخانے
نے ڈھب ڈھب کی بنائین ہاضم اور مشہی چٹنیان طیار ہوئین جب بالوسی کا گھر چرچا
ہوا یہان آپ نے ایک گولی مین خاتمہ کر دیا سب محنت برباد ہوئی ہاضم دوا کا کیا ذکر آپ دیپ

موشی جن بانٹہ باز وجمال گوتے ہضم کر جاتے ہین پھر بھی اجابت کا کیا دخل وہ اگر دو چار دن مین
تقدیر نے مدد دی اور تدبیر بھی موافق ہوئی تو ایک آدھ دستا بدقت ظہور مین آیا تو خوش ہو کر
چپاتی والے مٹھاس سے نقل کیے ورنہ وہی قراقر نفخ شکم عدم اشتہا دنیا مین ہزارون کھانے
نمکین طرح طرح کے پلاؤ شیرمال کہ جنسے کتابین مثل ہفت خوان شوکت وغیرہ بھری ہین نعمت
کے نزدیک سب بیکار کھانے کے نام سے پھریری آتی ہے اور ازانجملہ لکھو کھا روپے قوت باہ کے واسطے
خرچ کرتے ہین اور وسکے لیے اپنے مرنے اور جسم کے بگڑنے اور مال کے برباد کرنے کا بھی خیال
نہین کرتے جسطرح بن سکتا ہے حاصل کرتے ہین ہزارون یاقوتی مفرحات نہیج باہ مین صرف
کرتے ہین یہان اگر دیکھو تو یہی سہی دس بیس روپے کی پونجی گرہ کی ہاتھہ سے کھوتے ہین جب
ایام گذشتہ کی کیفیت یاد آتی ہے تو گھٹنون پر سر دھرکے روتے ہین واتند افیون جسقدر مضر ہ
اور ازالہ صحت کا عجب نسخہ ہے ہم بہت افسوس کرتے ہین کہ اس بلا نے ہر جگہ سرایت
کی اور ملک ہندوستان مین کوئی بھلے مانس کا گھر نہین کہ جہان آپ نے قدم رنجہ نکیا ہو
اور ازانجملہ عقل و فہم ہے کہ جسکے باعث سے افلاطون اور ارسطو نجے اور دانایان فرنگ مشہور
ہوے اور مدار ہر امر سیاست مدن اور تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل اور شایستگی اور انتظام
مالی اور ملکی اور برتاؤ اپنایت اور برادری کا سب عقل ہی ہے یہان حضرت سے کوسون دور
ہے جوہر روح کو اسقدر مخدر کرتی ہے کہ قابل حاصل کرنے ادراک کلیات اور جزئیات کے نہین
رہتی جب ہم جزئیات کی طرف غور کرتے ہین تو اوسکو خلاف تہذیب اخلاق کے پاتے
ہین مثلاً جب ہم مخاطب ہوکے افیونی سے کچھ کہتے ہین تو جواب اچھا ایک طرف وہ کچھ اپنی دھن مین
سنتے ہی نہین مخاطب یہ جانتا ہے کہ وہ میری طرف دیکھتے ہین لیکن اونکو مطلق التفات
ہی نہین یہ حال اوسوقت کا ہے جب اوسانی درست ہین اور جب نشے کر کرے ہوے تو
آدمیت سے گذر کر بھوت بن جاتے ہین طبیعت جھنجھلاتی ہے تیور پر سیکڑون بل پڑتے بال تنکے
کھڑے ہوتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہے تقریر مین اوجھکر الجھکے ہین یہ تو بڑے آدمی کا مذکور

ہے اور جو غریب ہوئے تو خدا کی پناہ مال گھر کا پڑا چھپا کر انیون کے نذر کیا جب نوبت
فاقہ کشی کی آئی اور کیسے مین پیسہ نہ رہا تو انیون کی چاٹ مین چوری کا لپکا پڑ گیا دو چار مرتبے
اس طرح دن کاٹے آخر اندھیرے اوجالے کہین گھُس گئے تو پھر خوب بنی کہ عزت بگڑ گئی تعجب
ہے کہ ہمارے گورنر رحم دل اور رؤسای ہندستان کالی بلا کے تدارک مین کیون نہین توجہ کرتے
باوجودیکہ سانپ کے مارنے پر کہ قاتل شخص واحد ہے انعام مقرر کیا اور اس کالی ناگن جس سے خاندان
کے خاندان تباہ ہوتے ہین دفع کرنے کی طرف ذرا بھی توجہ نہین اول تو بنا بر رئیسون کا شایستہ
اور انصاف دوست ہونا بسبب رواج اس ملک کے دشوار ہے اور فرض کیا کہ اگر کوئی بسبب
حصول علم یا صحبت حکام یورپ کے متصف باوصاف حمیدہ اور متخلق باخلاق پسندیدہ
ہے ابھی تو مانگی مشتغل دو چار برس بانی سی کر دکھائی آخر جام مرگ پیا سیدھا رستہ عدم کا لیا کیونکہ اہلیان
مسند نشین [illegible] سے مبہوت ہو کر سونا ہے بجائے دیبا و مخمل فرش خاک کا بچھونا ہے ہمین یہ رونا ہے کہ خاک
مین نا حسرت بھرے جاتے ہین بجز ارمان اور افسوس کے اور دنیا خاک لیجاتے ہین سے زمین یہا
مین یہان تخم حرمان مین نے بویا ہے اگے گا بجاے سبزہ خاک سے اب نخل حسرت کا ہے تو آپ انکے پیش ہو کہ
کیا حال ہو کا مشکل سے تو وہ بنا او بنا تھا جب بنا ہوا بگڑ گیا تو اس بگڑے کا بننا تو ایسا ہے
جیسے اشجارون کی چھاؤ سے خوش مزہ میوہ طلب کرنا جب تک ولیعہد بہادر کے حضرت حضور
والا غفران مآب بقید حیات تھے تو آپ کھیل کود مین مشغول رہا کرتے تھے اگر کسی خیرخواہ دلی نے
موقع پا کر عرض بھی کی کہ جناب عالی حضور کی توجہ صاحبزادے صاحب کی تعلیم کی طرف کم پائی
جاتی ہے اور یہ امر غیر موجب قباحت کا ہو گا تو سبحان اللہ آپ بزبان فیض ترجمان سے فرماتے
تھے تو ذرا آپ بھی گوش انصاف سے سنیے کہ بھائی ابھی انکے کھانے کھیلنے کے دن ہین یہ بھی کیا
یاد کرینگے کہ ہمنے اپنے والد بزرگوار کے روبرو کس عیش مین زندگی بسر کی پھر تو آپ ہی بھگت لینگے
اور مانگی تو پلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی قولہ کھانے کھیلنے کے دن ہین اقول یہی دن تعلیم
اور تہذیب حاصل کرنے کے تھے جب کھانے کھیلنے مین صرف ہوے اسواسطے کندہ اور رہا ہے

ہے قولہ کبھی کبھی یاد کرینگے اقول بیشک یاد کرتے ہین بلکہ یاد کرتا کیسا دھاڑین مار مار کر روتے ہین
قولہ کہ ہمنے اپنے والد بزرگوار کے عہد مین کس عیش سے زندگی بسر کی اقول یہ تکلیف اور رنج اور
صدمہ اسیکا سبب ہے اگر اول سے صاحبزادے صاحب رنج اور صدمون کے عادی ہوتے تو
بحقیقت آج کا دن عیش کا تھا قولہ آپ بھگت لینگے اقول اس بات کی ہم بھی تصدیق کرتے
ہین اور حضور اعلی کی دور اندیشی اور پیشین گوئی یا پیش بندی کو بالکل مانتے ہین کہ جو کچھ بھی خبر
فرما چکے تھے ہمنے بچشم خود دیکھ لیا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ وہ عظم و شان اور کاردانی و کارفرمائی
اور انجام علام رعایا اور رعایت و پرورش بحال غربا نصیب نہوئی اگر ذات شریف نے اپنا پیٹ
پلاؤ سے بھر لیا تو کیا متوسلین پر تو روز کے ٹرا(؟)تے گذرتے ہین اور غریبون کی انتڑیان مارے بھوک
کے قل ہو اللہ پڑھتی ہین بالجملہ اس تمام کیفیت لکھنے کے بعد ضرور ہوا کہ ہم رئیسون کی تہذیب
اور انکی اصلاح حالت پر بھی خامہ فرسائی کرین یعنی ظاہر کرین کہ انکو کونسا علم اور کسقدر حاصل کرنا چاہیے
تاکہ وہ آیندہ اگر جاہل ہون اور اسپر واہی عمل درآمد کرین تو کسیوقت اور حالت مین کسی زبان سے
شکایت اور کسی بیان سے اپنی بری عادت کا ذکر نہ سن سکین ہم جن باتون کا اظہار کرنا رئیسون
کی مقتضائے حالت سمجھتے ہین انہین سے پہلی شق عقائد ہے اگر عقیدہ کامل ہوتا تو علاوہ حصول
فوائد دینیہ کے بہت سی دنیاوی مضرتون سے بھی بچاؤ تھا منجملہ انکے اگر بھوت پلید سے نہ ڈرتے
عمدہ شیش محل کی سیر و کیفیت سے محرومی حاصل نہوتی باوجود حکم قطعی مقام خیرآباد در روز پنجشنبہ
کے واقع ہونی سمت دکھن کو کوچ ملتوی رہتا تو بدقولی کا الزام عائد نہوتا اور جانبجے صاحب
رزیڈنٹ بہادر کی ملاقات مین چھینک کے سبب توقف واقع نہوتا اور ملاقات ہوگئی ہوتی اور دوسرے
دو ہزار روپیہ جرمانے کا صدمہ نہ اٹھانا پڑتا اور باوجود ہونے امراض متعددہ کے اگر شبہات جن
بھوت اور بلاؤن کے نہوتے تو مرض باوسعت علاج کے مزمن نہ ہو جاتا اور آپ ننگے پاؤن
نہار منہ چوراہے مین بہیأت کذائی جاکر خرابی ازالۂ حیثیت عرفی کی نہ اٹھاتے دوسری وجہ علمیت
ہے کہ اگر کچھ بھی نوشت و خواند سے بہرہ حاصل ہوتا تو اول آپ کی عمل چالاکی ٹھیک معافق

محاورے کے ہوتی اور یہ اسواسطے کہا گیا کہ کلام الملوک ملوک الکلام کے معنے سے ہر جگہ محفوظ
رہتے علاوہ اسکے خطوط خانگی اور مطالب و عرائض خفیہ کو خود ہی بغیر کسی کی وساطت کے پڑھ لیتے
تاکہ انکشاف اسرار نہوتا تیسری اگر اوامر اور نواہی مین کچھ شدبد ہوتی تو آپ شرب خمر اور استعمال
مسکرات اور واہیات عیش و عشرت مین نہ پھنستے اور امراض متضادہ سے آپکا جسم محفوظ رہتا
دیکھو راجہ چترپور اور راجہ ٹھری شکیل جوان جو حسن و جمال مین اپنے آپ نظیر تھے مرض آتشک
مین مر گئے اور انھین پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت ایسی مثالین ہو سکتی ہین کہان تک
لکھین اور کب تک کہین سوا اسکے کہ ؎ درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار + کہ پیدا نہ شد تختہ
بر کنار + یہ ذکر اُن رئیسون کا تھا جنھون نے صرف اپنے ہی جسم و جان پر صدمے جھیلے عام مخلوق
اور کسی غیر کے لیے باعث زیان نہ ہوے جو کچھ کیا آپ کیا اسمین خواہ وہ برا ہو یا بھلا مگر بعض
ایسے بھی ہین اور ہو گئے ہین جنھون نے دوسرون کی بربادی کا کچھ بھی خیال نکیا جیسے حضرت
واجد علیشاہ سابق فرمانروائے اودھ کہ اپنے عیش و عشرت کی مصروفیت اور خود ناچنے گانے
کی صحبت شبانہ روز کے رکھنے سے ہزارون لاکھون کے لیے جو انسے متعلق تھے مضرت رسان
ہوے اپنی سلطنت کھوئی اور کم و بیش لائق یا غیر لائق وظیفہ خوار انگریزی بنے رہے اگرچہ مجبوری
سے ہو لیکن متوسلین کو تو کہین کا نہ رکھا جو کھلے خزانے اپنے مطلب کے امداد کیے ہوے کسیکی
زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے ہین ؎ کعبے مین وہ سکے نہ کلیسا کو جا سکے + افسوس نا نصیب
نہ شیخ سے بن سکین چوتھی شق علم حساب ہے کہ اگر آپ حساب دان ہوتے تو منشی امجد الدولہ
ایک لاکھ روپیہ نہ کھا جاتے او حساب سمجھا کر صاف نہ نکلجاتے پانچوین وقوف جغرافیہ ہے اگر آپکو اپنے
ملک کی کیفیت معلوم ہوتی تو ملک اسقدر ویران نہوتا اور زمین غیر مزروعہ نہ رہتی جب آمدنی مین
خلل واقع ہوا تو سیکڑون آفتین ملک مین پیدا ہوئین مثلاً باوجود تخفیف تنخواہ فوج کی چڑھ گئی
مالگذارون نے ہر طرف سے سر اُٹھایا جنگی رسالے پہلو تہی کرنے لگے بلکہ خود لوٹ مار کو مستعد ہوے
تعمیرات مین خلل آیا نصف شہر کی آبادی جو محنتی مزدورون سے تھی وہ جاتی رہی مہاجن کا قرض

دیتے دیتے تھک گئے لٹی کا دوالہ نکل گیا آخرش نوبت نالش پونہچی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رئیس صاحب
اختیار ریاست سے معطل ہوئے این مقرر ہوا پس اگر حضرت جغرافیہ جانتے یہ [illegible]
چہ خوشی قانون مجاریہ ہے کہ جب تک اس سے واقفیت نہ ہوگی اجرا اور پابندی ممکن نہین بعد جو
حکم دیا جائیگا خلاف اور ظلم پر مبنی ہوگا اور مضرت اسکی خواہ دینی ہو یا دنیوی ضرور عائد حال ہوگی
اکثر ایسا ہوا ہے کہ رئیسون نے بسبب قصور مقدمات دیوانی مین سزا فوجداری کی دی ہے اور قید
پابزنجیر و با مشقت کیا ہے مگر آخرش حاکم بالا کے روبرو خفت اوٹھانی پڑی ہے اور جرمانہ بھگتا ہے
جو محض عدم واقفیت قانون کا نتیجہ ہے لہذا میری گذارش یہ ہے کہ رئیس صاحب اپنی زندگی مین
ایسا بندوبست کرلین کہ انکا نام نیک ہمیشہ جاری رہے چنانچہ سعدی صاحب کا مقولہ ہے ۵
نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت + اور وہ ڈھنگ جو ہمیشہ کی نیکنامی کا باعث ہے میرے
نزدیک کونسل کی راے ہے یعنی ہر ریاست مین بقدر حیثیت ایک کمیٹی عقیل اور انصاف پسند
اور واقفین قانون کی بنائی جاوے اور ہر ایک مقدمے کا انفصال اسمین ہوا کرے کیونکہ جب
فیصلہ غلبہ آرا پر ہوگا ہزار بسوے انصاف ہی سے ہوگا بخلاف اس ایک ملے رئیس یا حاکم کے
کہ جسپر احتمال ظلم کا بھی ہوسکتا ہے جسکی وجہ ایک کا دوسرے سے مختلف المزاج ہونا اور پانچون
انگلیون کا ایک سا نہونا ہے والسلام علی من اتبع الہدی جسقدر ہمکو حسن انتظام اور تہذیب
اخلاق و تدبیر منزل اور سیاست مدن ہماری منصف گورنمنٹ کے دیکھنے سے خوشی اور
بشاشت حاصل ہوتی ہے اسیقدر ہمکو ہمارے ہمعصر رئیسون کی بدانتظامی بیڈھنگی چالون
اور کج خلقیون اور بد اطواریون سے بسبب ہمدردی اور ہموطنی کے رنج ہوتا ہے اور کیون نہو کہ ایک
ناؤ کا سنجوگ ہے اور ایک کشتی کے راکب ہین آور اگر کل اطوار اور تمام بد انتظامیان انکی بیان کرین
تو ایک کتاب مین نہ سما سکینگی اور ہم ہر فرد کو اسمین شمول نہین کرسکتے او تمام دھبے انکے
دامن دولت پر نہین لگا سکتے بعض بعض کا انتظام قابل سراہنے کے ہے لیکن کل بالکلیہ انکو بھی
مستثنی نہین کرتے ہین اور یہ ہم نہین کہہ سکتے کہ انکی ذات جامع الصفات مورد شان [illegible]

ہر ہم یہ جانتے ہین کہ اگرچہ بالا مل کاردون کی شامت سے پھیلی ہے تب بھی یہ عذر ہمارا قابل سماعت شنائی نہوگا کیونکہ مرجع اعلی اور رعیت اتم آپ ہی ٹھیرینگے اگر ہم یہ عذر کرین کہ آپکو اطلاع نہین ہوئی تو بتہ غفلت کا لگے گا اگر کہین کہ توجہ نہین تو عدم توجہی کا کسقدر عیب ہے اگرچہ کچھ کچھ معلوم ہوگیا ہے لیکن رفتہ رفتہ اسکا تدارک ہوگا تو تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود غرض کسیطرح سے رئیس صاحب کو مفر کی صورت اور بچاؤ کی وجہ نہین اور تعجب ہے کہ نتیجہ اور مآل کار ظلم کا بچشم خود دیکھتے جاتے ہین اور باز پرس آنجہانی کے بنص قطعی متوقع ہین تب بھی آنکھ نہین کھولتے اور متنبہ نہین ہوتے اس جگہ ہم اشتباہ کرتے ہین کہ شاید انہین نیک و بد مین تمیز نہین اور اس افعال و حرکات کی طرف نظر نہین اور انکے نوالے کے یار اور پیالے کے شریک اپنے جب منافع کے لیے آگاہ نہین کرتے تو اب ہماری ہمدردی مقتضی اسکی ہے کہ ہم انکو آگاہ کر دیوین کہ العاقل تکفیہ الاشارۃ کہ بھلا اتنا ہی کہنا کافی ہے حضرت من کیا افسانہ پنجاب و لکھنؤ و بدانتظامی ٹونک والور و کوٹہ اور کمیشن بڑودہ آپ کو خواب غفلت سے جگانے کو کچھ کم ہے کہ بدانتظامیون اور بے اعتدالیون نے کیا دن دکھایا پھر آپ کس غفلت مین ہین اور آپ کی بدانتظامی ان حضرات سے کیا کم ہے لیکن یہ کمال احسان گورنمنٹ کا ہے کہ دیدہ و دانستہ آپ کی طرف سے چشم پوشی کر رہی ہے ورنہ جو کچھ کرتی کر بیٹھتی اور حق بجانب سرکار ہے کہ خداوند نے ذات شاہان اور اولوالعزم کو واسطے آسایش و آرام مخلوق اور تنبیہ و تادیب ظالمون کے پیدا کیا آپ ایک دو گھڑی کو منصف بنجایئے بنظر انصاف دیکھیے کہ یہ حرکات ظلم کے آپ کی ذات مجمع الکمالات مین پائے جاتے ہین یا نہین پھر اگر آپ معترض ہین تو سرکار کو کیا الزام پھر کیا سبب آپ کی غفلت کا ہے اسپر بھی آپ وقت کو غنیمت نہین جانتے ایسی پیاری فرصت کو رائیگان کھوتے ہو کیا آپ پنڈاری گردی اور مرہٹون کے دن بھول گئے کہ جب آپکو جنگ و جدال سے دم لینے کی فرصت نہین ملتی تھی اور جو کوئی بدانتظامی اور ویرانی ملک کی شکایت کرتا تھا تو آپ بھی فرماتے تھے کہ بھائی کیا کرین رات دن کی فکر و تردد اور لوٹ مار مین کچھ نہین

نہین سکتا اور بیفکری سے دنون کو رویا کرتے تھے جب خدا خدا کرکے فضل سے حاکم عادل کے نشان
نظر آئے تو اب عیش و آرام مین پڑے یہ حال ہوا کہ رات دن شراب خواری اور راگ رنگ ہنسی ٹھٹھے
بجز لہو ولعب کے یا کار بیکاری شکار کے کسی طرف توجہ ہی نہین نہ مقدمات کی سماعت نہ عدالت
کرین اگر دو گھڑی توجہ سے کسیکا مقدمہ سنا مظلوم کی جلد دی بیچارے اہلکارون پر ناحق شبہ کا
بدنامی کا لگایا اور اگر طبیعت فیاضی کی طرف آئی شہر لوٹ کر کمینون کے گھر بھر دیے اور اگر معاذ اللہ
طبیعت امساک کی طرف آئی تو پھر گئے کم خناک لگائی ریاست قرضدار ہوئی نالشیون کی چارون
طرف سے پکار ہوئی فوج کے گیارہ مہینے چڑھ گئے تب بارھوین کے ملنے کی کچھ صورت نظر آئی
جسنے خرچ مانگا برطرف غرض کوئی فرد بشر ایسا نہین کہ جسکو حضور پرنور کا رونا نہین اور حال
مفصل بخیال طول کے نہین لکھا اور غرض ہماری تمہید سے یہ ہے کہ آپ متنبہ ہوکے چال چلین
اور روپیہ اپنا اور انتظام ملکی ایسا درست کر لین کہ کسیکو کوئی جگہ گرفت کی باقی نہ رہے کہ باعث
نیکنامی کا ہو اور سوچ رکھین کہ ہر کرا حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک اور اس بات پر مغرور
نہ رہین کہ ہماری تو یون ہی دھونکنی رہتی ہے کہ ع سدا ناؤ کاغذ کی چلتی نہین اسکا بھی خیال کرین
کہ ہمارا تو عمل گھٹا ہوا ہی سو دن چور کے ایک دن شاہ کا کبھی نہ کبھی کوئی حاکم بیدار مغز آہی
جائیگا پھر کیسی بنے گی آب اسپر اکتفا کرتا ہون اور اگر کسیکو زیادہ سمع خراشی اور حال مفصل
سننے کی خواہش ہوگی تو ہم کو بھی دیکھیگے اب آپ راج ہٹ کرکے پوچھتے ہین تو خیر سن لیجیے
قصور معاف دق نہ ہو جیسے ہم صاف صاف کہے دیتے ہین کہ علم جائیے عقل ہے اسکا یہ حال ہے
کہ آپ الف کے نام بھالا نہین جانتے دستخط کی جگہ کوئی کٹاریا بھالا بنا دیتے ہین اگر تحریر
غور کیجیے تو بجز الفاظ غلط کے صحیح کا مذکور نہین صحت سے ہماری یہ غرض نہین کہ عربی یا فارسی
یا اردوے معلی ہو بلکہ بھاشا ہو لیکن اپنے طور کی اور جواب شافی ہو الا اپنے محل چال کا لباس کا حال تو
آپ نے آگرے کے دربار کی کیفیت مین پنجابی اخبار سے سن ہی لیا ہوگا جسکا ہر جگہ مضحکہ ہو
رہا ہے مزاج مین نخوت اور کاہلی اسقدر ہے کہ بجز عید یا دسہرہ سواری ہی نہین نکلتی اسلیے کہ ہر

سوار ہونے مین طبع نازک بگڑتی ہے پیادہ پا چلنے کا تو کیا مذکور ہے پھر کہیے کھانا کسطرح ہضم ہو اور
امراض ضعف ہضم مین آپ گرفتار نہون تو پھر کون ہو کھٹی ڈکارین آپ لین تو اور کون لے
قوت ہاضمہ مین جب فرق پڑا تو سیکڑون بیماریان سستی اور ضعف کی آپ کو نہ ہون تو پھر کسے
ہون پھر آپ سے قدردان خواہش حکیمونکی نکرے تو کون کرے میرے نزدیک آپ لطف آسائش
و آرام اور شکرگذاری عافیت تن آسانی اور کاہلی سے بالکل کھوتے ہین جب تک آپ صورۃ
مین نہ پھر یے گا لطف سلیے کا کسطرح اوٹھایے گا اور جب تک چلتے ہوئے تھر او رصحت
زمین پر نہ اجلاس کیجیے گا محض مسندونکا لطف کیونکر آئے گا قدر عافیت آن کسی پوچھیے جو
گرفتار آید جب تک آپ اسقدر تن آسان ہین تو دوسرون کی تکلیف آپ کے خیال مین کب
آویگی جب ستہ ضروریہ کی طرف ہم نظر کرتے ہین تو آپ کے حرکات خلاف حکمت کے پاتے ہین
منجملہ انکے خورد و نوش ہے کہ آپ باوجود اس ضعف ہضم کے کھانے ایسے ثقیل استعمال کرتے ہین
کہ اچھے بھلے آدمی کو جنکا ہضم کرنا دشوار ہے اور منجملہ انکے خواب و بیداری ہے دن بھر تو آرام کرتے ہین
مکان پر نقصان نکلنے کا ہے رات کو آپ کی آنکھ کھلتی ہے اوسوقت دربار ہوتا ہے دربار مین انفصال
مقدمات درکنار کبھی تہذیب اخلاق کی کوئی گفتگو کیسی بجز واہیات کے نہین سنتے تمہرت کا
یہ حال کہ سلام کے عوض مین جواب ایک طرف ہاتھ اوٹھانا کجا گوشہ چشم کا اشارا بھی بدقت
ہوتا ہے کیا آپ انکو آدمی نہین جانتے دیکھو شاہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا انگلستان سے ہندوستان کا
باوجود اس علو رتبہ کے اپنی وفاداری رعایا ہند کا دونون ہاتھ سے سلام لیتا تھا اب آپ ان باتون پر
غور کیجیے کہ یہ تہذیب اور شایستگی کے موافق ہین یا نہین اور ہمارے حاکم وقت جو ایک
اپنے وقت کا ارسطو اور افلاطون ہے انکا بھی یہی طریقہ ہے یا نہین اگر یہ باتین اچھی ہوتین تو
وہ لوگ آپ سے زیادہ انکے عادی ہوتے اگر کہتے ہو بری ہین تو آپ پھر کیون نہین ترک
کرتے انتظام مالی اور ملکی کا یہ حال کہ اوسکا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہین جو مزاج مین آیا کیا جسکو
چاہا سزا دی گھر لوٹ لیا جسے چاہا سرفراز کیا بعض بیچارے چوری پر قید شدید مین مرتے ہین قاتل اور ڈاکو

بلاتعرض نہ کرتے ہین ورنہ وہ زمانہ مین دھاڑے پڑتے ہین ساہوکار چھپاتے ہین چھپ
کر لٹتے ہین مقدمات رشوت ستانی ہین جسنے مٹھی گرم کی حق ہو یا ناحق مقدمہ جیت لیا آج
میری گفتگو سے شاید رنجیدہ ہوے ہونگے اور اس تقریر طول طویل کو شاید لاطائل اور بیفائدہ جانتے
ہونگے ای حضرت رنجیدہ ہونے کی بات نہین ہی بلکہ اگر آپ غور کرین تو اسمین آپ کے بڑے
بڑے فائدے متصور ہین مین خیرخواہانہ کہتا ہون اسپر بھی اگر آپ نہین مانتے تو منشاء دلی نواب
گورنر جنرل بہادر جنکو علامہ ارشاد نواب مستطاب معلی القاب وایسرے گورنر جنرل نے چوبیسوین
نومبر سنہ ۱۸۶۶ع مقام آگرہ کا بیان کرتا ہون ای مہاراجگان وسرداران انتظام اور نظم ونسق کی
کے ساتھ حکمرانی کرنا بہت دشوار تر ہی بڑی فکر اور غور اور مشقت سے حاصل ہوتا ہی ہندوستانی
سردار ضروری کمالات نہین حاصل کرتے اسواسطے کہ عہد شباب مین عاقبت اندیشی سے
علم ودانش نہ آپ حاصل کرتے ہین نہ اپنی اولاد کو تعلیم کراتے ہین اسلیے بعد مرنے کے وہ نیکنام نہین
ہوتے اسی پر اکتفا کرتے ہین کہ اپنی زندگی مین اپنے دوستون اور متوسلون سے ایسی باتونکی
تعریف جو انھین نہین سن لیا کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ نیکنام رئیسونکا نام ہمیشہ باقی
رہتا ہی وہ زمانہ بھی یاد ہوگا کہ کل ہندوستان غارتگرون سے ویران بے چراغ تھا اب عہد
سرکار انگریزی مین ملک آباد ہی رعیت شاد لیکن پھر بھی بعض جگہ بہت ظلم اور تعدی ہوتی ہی
بہت سے مجرم سزا سے بچ جاتے ہین سرکار انگریزی نے آپکو بیرونی صدمون سے ہر طرح
بچایا ہی تب بھی آپ رعایا کی محافظت اور آرام دہی بخوبی نہین کرسکتے اور آپکی ریاست کا
انتظام دوسرے سے بجز آپ کے ہرگز نہین ہوسکے گا رئیس لوگ اپنی عیش وعشرت کے واسطے
بہت فرصت حاصل کرلیتے ہین اگر رئیس اپنے ہمسایون اور رعایا کے ساتھ لڑائی جھگڑا
مین بلکہ اس سے بھی ناہموار طریقون مین اوقات ضائع کرتے ہین جب کہ رئیس بذات خاص
اپنی ریاست کا آپ انتظام نکرے تو اونکے نائب سے انتظام کی کیونکر امید کیجاوے بہت رئیس
ہمیشہ تقدیم نشست کے واسطے کوشش کرتے ہین کیا اچھا ہو کہ رئیس اسمین کوشش

کرتے کہ کون اپنے ملک کا سب سے بڑھکر انتظام داتائی سے کرسکتا ہی سرکار انگریزی کو عزت اور توقیر اس
شخص کی ہی جو درمیان اپنی رعایا کے حسن انتظام مین اور ون پر سبقت لیجاوے اور انسداد
جرائم اور ملک کی بہتری مین کوشش کرے اور تربیت اطفال کے واسطے مدرسے اور بیمارون کے
واسطے شفاخانہ حکمرانی کے واسطے عمدہ قوانین و انتظام فوجداری اور بندوبست مدنی و محصول وغیرہ
کے واسطے جابجا کا گذار پولس کی چوکیان اور مسافرون کے آرام آمد و رفت کو سڑکین اور آبادی ملک
کے واسطے نہرین کنوین اور تالاب بنوائین جسوقت مین نیک کرداری اور حسن انتظام کسی
رئیس کا سنتا ہون مجکو کمال خوشی ہوتی ہی فقط اب میری رائے اس بارے مین یہ کہ آپ منشا
دلی گورنمنٹ پر کاربند ہون اور اصال ذمیمہ جو اوپر مذکور ہوئے اونکو بالکل چھوڑ دیجیے اور جو
آپکی طبیعت کو انتظام کی طرف مائل دیکھینگے تو اسوقت ہم انتظام کا طریقہ بہت سہولت
کے ساتھ بالتفصیل بتاوینگے ہمین ہرگز یقین نہین ہوتا کہ کبھی حضرات ہند ورطۂ افلاس سے
نجات پاوین اور مفلسی کے حال سے اونکو رہائی ہو اور فاقون کے جھنجھٹ سے صورت افلاس کی
نظر آئے کہ تھوڑے دن کی ہوا ہے سلطنت ہ قومی نے ایسا انکے دماغ مین خلل پیدا کیا ہی
تادم مرگ نجات اوس سے ممکن نہین حضرت کو ہر طرحکے حرفے سے عار ہی سب طرحکے پیشے سے
انکار ہی اسواسطے کہتے ہین کہ طریقہ جلالت ہی اور قصور معاف ہی یہ شیوۂ حضرات اسلاف ہی
اور علاوہ اسکے تمام رسمیات مذمومہ شادی و غمی مین اسراف کے ایسے عادی ہوگئے ہین کہ انکا
چھوڑنا چاہتے ہی ایک ممتنعات سے معلوم ہوتا ہی جان جائے لیکن آن نجائے ہمکو امید تھوڑی تھی
کہ کبھی نہ کبھی بسبب ملنت خواص عقل سلیم کے اس آفت غرقاب سے صورت خلاصی کی نکل
ہو جائیگی لیکن اسپر غضب ہی کہ کشتی عمر عزیز کو جہالت کے تلاطم مین ایسا پھنسایا ہی کہ صورت
نجات ممکن نہین گوہر مقصود ہاتھ آنا اور منزل مطلب تلک پہونچنا تو درکنار ع بلا بان علم کا جنکو
سہارا ہی ضرور ہو یہ کشتی غرق ہوگی جہل کے گرداب مین ہی آپ اگر کامل حکیم یا خطرہ جان مین
لیکن تا مقصد تو ضرور جانتے ہونگے کہ مرض مہلک افلاس کی دوا و شربت دینار ہی تمام اطبا کا اسی

گوارا و ہار دیتے تو سہید تھی اور لیجیے ایمہ تک حضرت کی تھیلی اشرفیون سے بھری ہوئی ہاور صندوق
روپیون سے ماموُر تھا البتہ پاپوشین اور لباس زرین سے بھر پور تھا اوسکے دیکھنے سے جھانے لیتے
لگی کہ صاجزادے کی کوئی صورت شادی ہو خانہ ویرانی ہو سنسان گھر کی آبادی ہو حکم پا کر باقی
عیش و عشرت کا کوئی سامان نرہے ابھی سب نکل جائین دل مین کوئی ارمان نرہے حکم عام ہوا
مخلوق کا اژدحام ہوا اگر کسی ناصح شفیق نے دل جلا کر نیچ اونچ زمانے کی دکھلا کر سمجھایا کہ حضرت
آپ غضب کرتے ہین زمانے کا طور دیکھیے جسقدر چادر دیکھیے اوسقدر پانؤن پھیلایئے ایسا نہو کہ
آپ دام تقاضاے قرضہ سعدم مین گرفتار ہون قعر ذلت مین بیٹھ لگے پامال و بار ہون ستم جانی کی
ہو خرابی وضعداری ہو مال غیر منقولہ کی قرقی منقولہ کا نیلام ہو باوجود اس دادودہش کے اوسکے
بدنام ہو پھر وہی لوگ محسن کشی اندھیرے اوجالے جو ملجائین گے مُنہ پھیرین گے آنکھین چرائینگے
ہر طرح ٹل جائینگے سامنے نہ آئین گے گو خرچ اسمین دھن دولت اور سارا گنج ہو گا لیکن دو
گھڑی کی خوشی اور تمام عمر کا رنج ہو گا ہم کہے دیتے ہین وہ زمانہ بھی آگے آئے گا کہ عالم ایک سے دور
رہ لے گا پھر تیتے ہی بنے گی اور کچھ نہ بن آئیگا یہ سنکر مارے خوشی کے وجد مین آکر سر ہلانے لگے
پہلے کچھ جھنجلایا پھر یہ فرمانے لگے کہ بھیا جو کچھ ہو سو ہو ایک کلوتا بیٹا ہے خدا خدا کر کے آج یہ دن
خوشی کا نظر آیا ہے اوس خالق نے اپنے حبیب کے صدقے سے دکھایا ہے یہ دن بار بار تھوڑے
آتے ہین ہوش میں آیئے آپ کیا فرماتے ہین جو آدمی عمر بھر کماتا ہے بتلایئے کون قبر مین لیجاتا ہے
یہین چھوڑ جاتا ہے لمؤلفہ تجمل و دنیا و اطلس جنکی پا انداز تھی ہے اونکے مرقد مین بھی فرش بوریا
ہوتا نہین ہے دل مین رکھنا اور چکھنا آوجس سے یہ کام کرین کہ جیتے جی ہی اپنا نام کرین یہ دولت
دنیا تو پھر بھی ہے اگر آج تمام دنیا کی دولت ملجاوے اور اگر سرکاری بنک بھی ہاتھ آوے تب
کے نشے میں سوجھی تو اوسے بھی خرچ کرون قہلون کے توشے اور رنڈی کے بھڑؤون کے طبلے
بھرؤون (حسب ٹ تو) جو کچھ ہو سو ہو نام تو کر دون لوگ یہ تو کہین گے کہ یہ بھی کوئی تھے
(اب بھی کہتے ہین) آخر ش خرچ کرنے مین بھوت بنگئے شیطان کہنا تو کو شے پے ادب

کسی کی ہنسی یا اپنی دشمنی جو جو خرچ نہ کرنا تھا وہ کیا غرض خوب ہی دل کھول کے دیا پچھلی پشت کی
کمائی افعال ذمیمہ اور اطوار قبیحہ مین گنوائی کچھ بیٹیوں کو دیا کچھ بدوضعی مین کام آئی (کچھ کھایا کچھ لٹایا
بھی) اب نوبت فاقہ کشی کی آئی حضرت تو اگلے زمانے کے لوگ تھے ناک پر کبھی مکھی بیٹھنے دیتے
تھے جب صدمے زیادہ ہونے لگے غربت کے مارے کمائی کے لیے ملک آخرت کو سدھارے رہا
گھر گرہستی کا سامان اور جڑاؤ باغ ٹوٹا مکان تجہیز و تکفین و رسمیات لا یعنی موتی مین لگایا تھوڑے
عرصے مین بدولت رسمیات ذمیمہ شادی اور غمی کے دولت تمام ہوئی افلاس نے منہ دکھایا
پس ماندوں کا حال اختلال سے خالی نہین جب شام عیش کی غم آلودہ سحر ہوئی متوسلوں کی آنکھین
کھلین کچھ خبر ہوئی لیکن کیا ہوتا ہے فرط جہالت اور بطالت سے کسیطرح کی جفاکشی اور ہنر کے
تو عادی نہ تھے پیشہ کرنا عار ہوا جب فاقون سے مرنے لگے تو بوقت شب دریوزہ گری پر مدار ہوا
نہیں یہ بھی ایک بیٹھے بٹھلائے کی کمائی کی صورت اور پیٹ پالنے کا بڑا ہنر تھا گو بشرمی اور بے حیائی
کے ساتھ ہی سہی لیکن سر منڈاتے اولے پڑے اب کیا کیجیے گا سرکار سے فقیرون کو خیرات دینے
کی ممانعت ہوئی ہے جب ہم اپنے ابنائے زمان کی اوقات شبانہ روزی کی طرف نظر کرتے ہین
تو ہمکو از حد حسرت اور افسوس پیدا ہوتا ہے کہ ایک بے بہا عدیم البدل لاثانی شے کو مفت ایگان
کوڑیون کے مول خاک مین ملاتے ہین اور ناحق برباد و ضائع کرتے ہین اور ہرگز یہ بات خیال مین
نہ آویگی جب تک ہم ایک مثال واضح سے تشریح کرین فرض کیجیے کہ آپکے پاس خزانہ و
زمین کا ہے اور آپ ربع مسکون پر قابض و متصرف ہین اور یقیناً آپکو معلوم ہو جاوے کہ اجل
موعود جسے موت کہتے ہین وہ آپونچی اوسوقت آپکو کس قدر اضطراب اور بیقراری ہوگی
اگر اوسوقت ایک شخص آپ سے کہے کہ مین ایک گھنٹے کی زندگی کی قیمت دیتا ہون تو آپ کتنی
قیمت مین مول لینگے یقین کرتا ہون کہ آپ اوس فانی زندگی کے واسطے اکثر خزانہ اور ملک نذر
کر دینگے مگر اوسے نچھوڑینگے جب ایک گھنٹے کی یہ قیمت مشخص ہوئی تو آپ کے پاس تو خزانہ
بے قیاس اوقات کا بھرا ہوا ہے پھر اسے کیون مفت کھوتے ہین نہ فائدہ معاد کا اس سے حاصل

کرتے ہوئے پونجی معاش کی بڑھاتے ہیں انکا وہ حال ہوا کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے ہر رات دن بیکاری مین گذرتی ہے اور یاد رکھو کہ امور اعلی
کے ہوتے ہوئے ادنی کی طرف توجہ کرنا ہم اوسکو بھی بیکاری سمجھتے ہین مثلاً ایک شخص ایسا
ہنر جانتا ہے کہ وہ سو روپے روز پیدا کر سکتا ہے پھر وہ ایسا کام کرے کہ جسمین اوسے پچاس روپے کی
آمد ہو ہم اوسکو بھی اسیطرح وقت ضائع کرنے والون مین شمار کرینگے جب یہ تمہید ہماری آپ
کے خیال مین آ گئی تو اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین کہ فی زمانا اکثر رئیس رات دن
بے فائدہ اپنی اوقات ضائع کرتے ہین جو کہ اونا ملایم مین اوقات بسر کرتے ہین اونکا تو مذکور
ہی نہین بلکہ وہ حضرات جو اچھے اچھے ہنرون مین مشغول رہتے ہین مثل سواری وغیرہ باجی و [illegible]
اور خود عمدہ پیشے مین کمال پیدا کرتے ہین اور تحریر مین ثانی یاقوت . تم خان ہوئے اور شعر
وسخن مین سحبان زمان اور نثر مین رشک ظہوری تحریر حیثیت ملا [illegible] حاوی معقول و
منقول واقف فروع و اصول ہوئے اگر بنظر انصاف دیکھیے تو کچھ نہ ہوئے آئی حضرت آپ یہ کیا
کہتے ہین ہمارے رئیس صاحب کو تمام علوم مین مداخلت ہے اور رات دن درس و تدریس مین اوقات
کٹتی ہے اور تمام شب مطالعہ کتاب رہتا ہے اور دن کو کم سے کم پچاس طالب علمون کا بھی درس ہوتا ہے
ایسے جناب کو ایسا کہنا اور اوقات ضائع کرنے والون مین شمار کرنا کسقدر ناانصافی اور
ہٹ دھرمی ہے ای بھولے ناانصاف پسند آپ نے میری تقریر پر غور نہین کیا رئیس صاحب کا
درس و تدریس پیشہ نہین ہم دیکھتے ہین کہ ایسا عالم اور پنڈت سو روپے کے مشاہرے پر
نوکر بھی رہ سکتا ہے اور اعلی درجے کی تعلیم رئیس صاحب سے دیسکتا ہے تو قاعدے کے موافق معلوم
ہوا کہ اس پیشے کا منافعہ سال بھر مین ایک ہزار دو سو روپے کا ہے اور رئیس صاحب بارہ لاکھ روپے کے
منافعے کی جاگیر پر قابض ہین تو لفظ بارہ لاکھ سالانہ کا چھوڑ کر بارہ سو روپے کے منافعے کا پیشہ
حاصل کرنے کو تضییع اوقات نہ کہین تو آپ ہی فرمائین کہ کیا کہین اونکو وہ کام سیکھنا چاہیے
جو ریاست و سلطنت داری کی ضروریات سے ہے بھلا ہم پوچھتے ہین آپ آزردے صرف و نحو و منطق

و معانی و بید و شاستر رئیس صاحب کی طرف سے جواب سوال ملک کی آبادی اور وجہ ارتفع
اندروے پیمایش کسقدر ہوگی کہین کچھ لکھا ہی سوال مربع کس قدر ہونگے زمین کتنی قسم کی ہی کیا
قیمت سے بکتی ہی بارانی زمین اور چاہی زمین مین کتنا فرق ہی کل دیہات کس قدر ہین اور اونمین
گھر اور آدمی اور مویشی کتنے ہین کون کون قوم آباد ہی کل تحصیل کتنے کی ہی آباد کس قدر ہی اور افتادہ
کتنی ہی پھر افتادگی کا کیا سبب چاہ تالاب نہر کتنے ہین سچ کتنی شرح ملا اور صدر سے مین کیا لکھا
ہی جواب بابی صاحب یہ کام تو زمیندارون کے ہین رئیسون کی بلا جانے رئیس صاحب رئیس کس
بات کے ہین اگر یہ زمین اونکے قبضے مین نہو اور بالفرض اگر ہو اور ویران ہو کچھ فائدہ ندے سکے
تو پھر اونپر رئیسی کا اطلاق آوے یا نہین جواب پھر اونھین رئیس کون کہے گا سوال آپ ہی
سوچین جواب بابی حضرت آپ نے خوب ہوشیار کردیا یہ بات تو آج ہمین معلوم ہوئی کہ اسی
ریاست کے سبب سے رئیس کہلاتے ہین سوال اب ایک بات تو بتلایئے کہ رئیس صاحب کبھی مقدمونکا
فیصلہ بھی کرتے ہین اور مدعی اور مدعا علیہ کی گفتگو بھی سنتے ہین جواب نہین صاحب یہ تو کوتوالی
والون کا کام ہی ایسی پوچھ پاچھ کو خردماغی کہتے ہین سوال ہم پوچھتے ہین کہ حاکمون کو
اللہ تعالی نے اپنی مخلوق پر حاکم کس واسطے بنایا جواب عدل اور انصاف کو سوال عدل کسکو
کہتے ہین جواب برابر کرنیکو حق حق کی جگہ اور ناحق ناحق کی جگہ یہی انصاف ہی سوال رئیس صاحب
کسیکی مقدمے سنتے ہی نہین حق ناحق کسطرح معلوم ہوا اور اگر کوتوالی والے کسی سے کچھ لیکر
فیصلہ ناحق کردین تو اسکی بازپرس آخرت مین رئیس صاحب سے ہوگی یا نہین جواب یہ تو آپ
سچ کہتے ہین بےشک ہوگی انکو کیا حال معلوم ہی پڑھنے لکھنے مین رہتے ہین لیکن بعض وقت
اگر دل مین آجاتا ہی تو بڑے بڑے مقدمونکا اپنے روبرو بھی فیصلہ کرتے ہین سوال منظور کیا
آپ بھی کبھی مقدمون کی سماعت کرتے ہین تو کس قاعدے اور قانون سے جواب قاعدہ اور قانون
کیسا جو دل مین آیا کردیا سوال آدمی کی طبیعت ایک طور پر نہین رہتی اور ہمیشہ ایک بات یاد نہین
رہتی اور فیصلے کے وقت میلان طبیعت کا کسی نہ کسی طرف بشمول ہوائے نفس

اس سبب سے ایک طور کا حکم صادر ہونا ممکن نہین اور اختلاف احکامات ضرور طبائع متفاوتہ کو خلجان
مین ڈالینگے اور موجب ناراضی کا واقع ہوگا اسواسطے بمقتضاے عقل قبل دائر ہونے
مقدمات کے قوانین باتفاق راے مجمع کے مقرر کر دیے اور ایک لاٹھی سب کو ہانکا اب اسمین کسیکی
گرفت نہین آتی صورت مین رعایا حاکم کو موافق قانون کے حکم دینکے بری الذمہ تصور کرتی ہے
انکو ان باتون کی کچھہ خبر نہین اور جب رعایا پر ظلم ہوگا اور وہ ناراض ہوکے مدعی اور دشمن ہو جاوینگی
تو پھر یہ حکومت کس پر کرینگے جو اب کسی پر نہین آج ہمین معلوم ہوا کہ ریاست داری اور حکومت اسکو کہتے ہین
خدا آپکا بھلا کرے خوب بتایا واقعی رئیس صاحب کے حق مین سوا اسکے جو کام ہین خواہ کیسے ہی عمدہ ہون مثل
علم و ہنر سب تضییع اوقات مین داخل ہین سب سے بڑھکر انتظام ہے اسلیے کہ یہ کام سوا انکے اور کوئی نہین کر سکتا
سوال ہے صاحب علم کو برا مت کہو بلکہ یہ عمدہ وسیلہ عقل کا ہے اور عقل مادہ انتظام ٹھیری بلکہ آپ صاحب نے دھوکا
کھایا اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص نے بوسیلے زینے کے اوپر مکان کے جہان اسے جانا ضروری ہے بذریعے
روشنی کے چڑھنا شروع کیا اس اثنا مین اوسے وہان کچھہ ایسی کیفیت دل لگی کی نظر آئی کہ
یہ اوسمین مصروف ہوکر اصل مطلب جو مکان پر جانا ہے بھول گیا تو اب اسکی غفلت ٹھیریگی
ورنہ اوس زینے اور روشنی کو کوئی برا نہ کہے گا اور یہ اسواسطے کہ اصل پیشہ اونکا انتظام کرنا ہے
اور یہ فن ایسا مشکل و باریک ہے کہ بغیر دقت اور فکر کے نہین حاصل ہوتا اور اسکے کرنیکو عقل سلیم
ضرور ہے اور علم و ہنر عقل حاصل کرنے کے آلے ہین کیونکہ حکما نے عقل کو بمنزلہ چراغ اور علم کو بمنزلے
تیل کے قرار دیا ہے جسقدر تیل زیادہ ہوگا اوسقدر چراغ کو فروغ اور روشنی کو پایداری ہوگی خصوصاً
بخیال اوس آزادی کے جو سرکار گورنمنٹ سے ہمکو حاصل ہے جب ہم خوب توجہ دلی کرکے نظر ڈالتے
ہین تو ہمین ہماری مشفق گورنمنٹ کا کوئی کام ایسا نہین نظر آتا کہ جسمین رعایا کی اور ملک کی
بہبودی اور شایستگی اور بھلائی جسمی اور روحی مقصود نہ ہو مثلاً ایجاد سڑک و ریل تعمیر مکانات
چقر چاہ تالاب تکثیر زراعت سوداگری کی گرم بازاری شہرون کے گلی کوچون کی صفائی
... روشنی گیاس قزاقون کا بندوبست راہون مین چوکیات شہرون مین جگہ جگہ تھانے

اور چوکیدار بیمارون کی دارالشفائین قیدیون کے لیے جیل خانے ستھرے تفریح کے واسطے
ہر ہر جگہ باغات اور عجائب خانے سرشتین لنگڑے لولے بیکار لوگون پاگلون کے لیے پاگل خانے
انصاف کے لیے عدالت فوجداری دیوانی پھر اونکے فیصلون کو اچھے اچھے قانون کہ حاکم اپنے
سواے نفس کو دخل ندے سکے اور رعایت کسیکی نکرے دودھ کا دودھ پانی کا پانی جدا کرے حفاظت
ملک اور رعایا کو دشمنون کے دست ظلم سے بچانے کو فوج جرار توپخانے ور پولیس اسکی اطلاع کو تار برقی
اور رعایا کی تہذیب اخلاق اور شایستگی حاصل کرنیکو جگہ جگہ گانون گانون مدرسے مقرر
ہیے یہ کیا ایسی ہزارون باتین ایجاد ہوئین کہ جنکی تفصیل لکھی جائے تو ایک بڑا دفتر چاہیے غرض کسی
کسی راجہ یا بادشاہ کے عہد مین رام چندر جی اور بکرماجیت سرگ باشی سے لیکر عہد حضرات غوریہ
او مغلیہ تک انار العمد بادشاہ کسیکو عشر عشیر بھی نہ سوجھا اور حق تو یہ ہے کہ اسکا پاسنگ بھی
بند و بست نہین ہوا گو کسی وجہ سے مجھوا اور توجیہات کرنا و تعصب مذہبی امر دوسرا ہے داہن بالکل
سب مانتے ہین اور گورنمنٹ سلیم کی جھلکی ہوئی ہین لیکن جب ہم غور کرتے ہین تو بیشک ہمارے
منہ سے بیساختہ یہ نکلتا ہے کہ سرکار کو جیسی توجہ عام ہے اوسطرح توجہ خاص لوگون پر نہین او
خاص سے ہماری مراد رئیس ہین گورنمنٹ نے فقط ہدایات زبانی پر اکتفا کیا ہے اور یہ امر کار آمدی
جیسا کہ چاہیے متصور نہین ہو سکتا اسلیے کہ یہ حضرات تعلیم یافتہ نہین رفتہ رفتہ انسے ایسی حرکتین
خلاف تہذیب اخلاق سرزد ہو جاتی ہین کہ جسکے سبب سے سرکار کو مداخلت قومی کرنا پڑتی ہے جسکے
باعث سے سرکار پر بھی حرف کسی طرح لگ سکتا ہے اور کم سمجھ لوگ گورنمنٹ پر نقض عہد کی تہمت
بیجا لگا بیٹھتے ہین چنانچہ ریاست الور اور حال میں ٹونک اور بد انتظامی بڑودہ اور کوٹہ شاہد حال
ہے اگر یہ رئیس شایستہ اور تعلیم یافتہ ہوتے تو لاکھون کی دمی پنجہ ظلم مین نہ پھنستے اور بیدادی کی
حالت مین نہ گرفتار ہوتے اور سرکار کو واسطے آرام و آسایش رعایا کے در دسری ہمیشون کی
تداو ملنا پڑتی اور جاہلون کی حرف گیری سرکار پر نہ عاید ہوتی گو کہ سرکار کسی وجہ قومی سے مداخلت
کرے ہر چند ہندوستانی لوگ سرکار کو ظاہر ہراہین گے لیکن دل مین بخیال ہمدردی و رحم ملنگی

سے ایک گونہ سوء ظنی ہو گی اور جب ہم اس خلل کے اسباب کی طرف غور کرتے ہین تو
ظاہرا دو سبب قوی معلوم ہوتے ہین ایک تو یہ کہ رئیسون کے مزاج مین امید ترقی جیسی کہ
شاہان گذشتہ سے تھی اب نہین پائی جاتی اور یہ بات ظاہر ہی کہ دنیا امید پر قائم ہی اور اگر
شاذ و نادر کوئی رئیس تعلیم یافتہ اور شایستہ ہوا اور اوسنے برغبت طبعی یا بامید ترقی علم بھی
حاصل کیا تو بسبب عدم توجہی حکام زیرین گورنمنٹ نے اوسکی طرف نظر نہ کی تو یہ امر اونکی
عزم مصمم نیتی کا ہوا اور جا بجا اوسکا چرچا ہونے لگا کہ فلانے رئیس نے اسقدر محنت اور جانفشانی
کی لیکن اوسے کیا پھل ملا اس سے تو ہم بے پڑھے ہی اچھے رہے بلکہ اس محنت سے تو بچے سرکار کو
اول ان حضرات کو شایستہ اور تعلیم یافتہ بنانا ضرور ہی کہ اسکے عوض سرکار مستحق شکریہ ابدی
کی ہو اور اس بارے مین ہماری یہ رائے ہی کہ اول سرکار کل رئیسان ہندوستان کا بذریعے ایجوکیشن
اور ممبرون اعلی کے امتحان علمی بلا تحقیق کسی علم کے حاصل کرے جن رئیسون کو کہ کامل پاوے
اونکو کسی بڑے حکام کا عہدہ اور مرتبہ زیادتی منصب یا جاوے اور نام اونکا دفتر سرکاری مین بھی درج
رہے تاکہ اور رئیس اونکو دیکھ کے جلدی علم حاصل کرین اور شایستگی کے قابل ہو جاوین
دوسرے اونکی اولاد امجاد کو حسب لیاقت کسی عہدے پر مقرر کرین اسمین دو فائدے حاصل
ہونگے ایک تو یہ کہ جو سرکاری کاروائی سے فائدہ حاصل ہوگا وہ اگر گھر مین برسون کریگا کبھی
ایسا کاردان نہ ہوگا اور بامید جر نفع اور حکومت نام آوری جان و دل سے کوشش کریگا دوسرے
رات دن کی مجالست حاکمان یورپین اور اونکے اخلاق اور شایستگی کو دیکھیگا اسکو ایک گونہ انس
قلبی پیدا ہو جاویگا اور سچے اعتقاد سے خیر خواہ سرکاری بن جاویگا اور جو منشا اتحاد کہ ہماری
گورنمنٹ کا ہی بوجہ نیک ظہور پاویگا اور کیا اطاعت دلی اور جانفشانی قلبی رئیسون کی بلا کم
غدر ۱۸۵۷ع مین توجہ گورنمنٹ کی مقتضی نہین ہی کہ جسکی شکر گذاری ہم اجلاس عام سنا کرتے ہیں
قاضی جی دبلے کیون شہر کا اندیشہ بعینہ ہمارا حال ہی خدا جانے ہم کیا کہ رہے ہین اللہ جانے
رئیس کیا سمجھے ہین بالفرض اگر ہماری تقریر مین مقصود تو رئیسون کی سمجھ مین بھی قابل نہ ہو

کیونکہ ہمین کچھہ غرض نہین خواہش نہین التجا نہین کسیطرح کی آرزو نہین تمنا نہین فقط اقتضاے
ہمدردی اور تقاضاے اصلاح قومی کے یہ سب بکھیڑے ہین الا ۵ کام خالق سے ہی مخلوق
سے کیا ہی مطلب ہی کر بھلائی ہونے تجھسے بدی کے بدلے ہ مطلب ہمارا کچھہ اور ہی مگر قابل غور یہی کہ
سرکار انگلشیہ بڑی حکومت سے آج تک جو نیک نام چلی آئی ہی جسکا لقب سرکار عادل اور منصف ہو گیا
ہی بخلاف زمان سلطنت کے ہماری یہ آرزو ہی کہ ہمیشہ اسیطرح اوسکے دامن انصاف پہ دھبہ بے انصافی کا
نہ لگے اور نہیں اگر جسطرح تخم اخلاص سرکار مزرعۂ عقیدت مین بوکر اوسکے ثمر فوائد سے
برخوردار رہے ہین اسیطرح تا دوام دولت سرکار فائدہ مند ہوتے رہین ۵ نخل امیدواری کا باغبان
زمانہ [illegible] مین ہمارا آشیان ہی [illegible] لیجیے بعض اوقات اسطرحکے امور پیش ہو جاتے ہین نہ
بعضی لوگ سرکار پر تہمت نا انصافی کی عائد کرنے لگتے ہین کبھی رئیسونکو مطعون بناتے ہین مقتضا
ہمدردی اور اخلاص کا یہ ہی کہ اون امور کو وقتاً فوقتاً طرح طرحکے پیرایے مین اظہار کرتے رہین منجملہ
اوسکے متعدد مقدمہ بڑودے کا شاہد حال ہی کہ بعض ناسمجھہ سرکار پر تہمت بیجا کرتے ہین اور بعض ہوشیار
راجہ کو دیوانہ بتاتے ہین اور اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ راجہ صاحب اگر تہذیب یافتہ ہوتی اور انتظام
مالی اور ملکی مین بدانتظامی ہوتی تو [illegible] صاحب خواہ مخواہ کیون دخل دیتے اور جب دخل دیتے اور
شنوائی مظلومون کی نکرتے تو ریذیڈنٹ بھی [illegible] کی نوبت بھی نہ آتی جیسا کہ مشہور ہی اور
لیجیے اگر گورنر جنرل بجاے گوران حال ریاست رہتے تو یہ نوبت نہ آتی اگرچہ ہم بہی خواہ سرکار
ہون الا رئیسون کا بھی غمخوار ہون بھلائی سرکار کی منظور ہی تو رئیسون کی بھی تدبیر دفع ضرر [illegible]
غرض یہ ہی کہ بندہ درگاہ ہون سرکار کا تابعدار تو رئیسون کا ہوا خواہ ہون اب [illegible] رئیسونکا دکھڑا رونا
تو رہا تا مرضیہ ہی اسیطرح مجھے یقین نہین کہ انتظام خاطر خواہ ہو سکے اسلیے کہ ایک کیا سیکڑون تو ریاست
سیاست داری [illegible] عیش و عشرت کو لازمہ ریاست جانتا اور [illegible] تساہل کو لازمۂ [illegible]
سمجھنا یہان تک کہ غربا اور خادمون سے گفتگو کرنا اور حال دریافت کرنیکو خلاف داب سلطنت جانتا
ہی کیا علاوہ اسکے اور بہت امور ہین جنکو مبطل انتظام اور مفسد دماغ سمجھنا چاہیے ایسے وقت

ملک مین اسطرف رجوع کرنا گورنر کا اہم مطلب اور اقصی مقاصد سے ہی تو دست آن باشد الخ کا
مصداق ہی پس سرکار کو بھی یہی مدنظر ہی چنانچہ سرکار کا کفیل کار ریاست ہونا اور ایک مدت معینہ تک
اپنی جانب سے واسطے نظم و نسق کے ایجنٹ یا سپرنٹنڈنٹ مثل کوٹہ اور الور اور بھرتپور اور
دھولپور وغیرہ پر مقرر کرنا دلیل قوی اسی کی ہی لیکن ہنوز ایسا بندوبست جو سرکار کو ہمیشہ
کے لیے مطمئن کر دے ظہور مین نہین آیا فقط یہ انتظام دفع الوقتی کا ظہور ہی اور اس سے ظاہرا
اسقدر فائدہ بھی متصور ہی کہ ایک مدت معینہ تک انتظام کی صورت بھی نظر آنے لگی ہی لیکن بعد
قصہ بمعاف پھر ہمون آش در کاسہ بلکہ اوس سے زیادہ بد انتظامی وقوع مین آتی ہی چنانچہ بیشتر ہی
اب مین اپنی گورنمنٹ سے بہت ادب سے گذارش کرتا ہون کہ جب سرکار کسی ریاست کے انتظام
کی کفیل کار ہوتی ہی بسبب بد انتظامی رئیس کے تو جو مدت واسطے واگذاشت ریاست کے مقرر کر دی
جاتی ہی پانچ یا سات برس تا سن بلوغیت تو اس مدت خاص مین سرکار نے بجز بلوغیت کے اور کیا مصلحت
دیکھی ہی اور انتظام آیندہ کے واسطے کون اطمینان حاصل کیا ہی بلکہ میرے نزدیک تو یہ امور موجب
زیادہ خرابی کے مین اسلیے کہ رئیس کو اس مدت یاس اور ناامیدی مین جو بسبب طرح طرح کے صدمات
تنگدستی اور بسبب اون تکلیفون کے جو خواہش نفسانی کو روکتی ہین اور مجبوری کی حالت مین
گذرتی ہین بقول عرب الانسان حریص علی ما منع حالت مطلق العنانی مین تلافی مافات کی کسر
نکالنے کی ضرورت پڑتی ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اسلیے میری یہ راے ناقص ہی
کہ سرکار بجاے مدت معینہ کے امتحان لیاقت پر رکھے خواہ وہ لیاقت بارہ برس کی عمر مین حاصل
کرے یا اٹھارہ سال مین یا کم و زائد تو ضرور ہی کہ رئیس بطمع حصول حکومت لیاقت مذکورہ جلد
حاصل کریگا اور یہ امتحان دیگا اب مجھے لیاقت حاصل کرنیکا طور بتانا ضرور ہی اول تعلیم علوم مروجہ خواہ اردو
خواہ فارسی اسقدر ضرور ہی کہ دوسرے کا مطلب پڑھ لے اور اپنا لکھ لے دوم مختصر قانون دیوانی
و فوجداری موافق سررشتے اوس ریاست کے مرتب کر کے یاد کرایا جاوے سوم علم [illegible] اور
حساب کی تلقین ہو چہارم ایک دستور العمل سرکار سے اونکو جسمین ذکر اونکے اختیارات کا ہو سمجھا وے

دوسرا التماس یہ ہی کہ جو ریاست پر منتظم مقرر کیا جاوے وہ اوس قسم یورپین نہ ہو بلکہ ہندوستانی ہو تیسرا التماس یہ ہی کہ اوس ریس کے ماتحت ہمیشہ کے لیے حسب گنجایش حیثیت ریاست ایک کونسل مختصر معزز اور متدین اور واقفکار لوگون کی مقرر کیجاوے مگر اونکی تبدیل بصلاح صاحب ایجنٹ رزیڈنٹ اور رئیس بمنظوری کونسل موافق قانون کے حکم دیا کرے چوتھے ہر قسم قوانین باختیار کونسل رئیس جاری ہو

ہرچہ خواہش دل و جان بود آن شد ی شاہنشہ ممالک ہندوستان شدی جہان تک دنیا مین خوشی و شادمانی بہجت و کامرانی ہی آج ہم آپ کو اوسکے مستحق پاتے ہین اسواسطے ہماری مالک ہماری مربی ہماری سرپرست ہماری خداوند نعمت جسکے سایہ عاطفت مین ہر طرح بچونکی طرح پرورش پاتے ہین خوشیان کرتے ہین رنگرلیان مچاتے ہین خاص ہماری پرورش ہماری بہبودی کے خیال سے خطاب شاہنشاہی ہند کا قبول کیا المنۃ للہ المؤلفہ شاہنشہ ممالک ہند اس برس ہوئین وکٹوریہ کوئین تھین ابامپرس ہوئین دام اقبالہا واجلالہا لیکن چندے اسکا ملتوی رہنا بسبب اختلاف آراے پارلیمنٹ کے یہ ایک امر ایسا تھا کہ ہماری خواہش قلبی اور ہماری مراد دلی کو یاس و ناامیدی سے بدلے دیتا تھا لیکن الحمد للہ کہ صدور اشتہار اور وقوع دربار نے ان سب خدشون کو نسیًا منسیا کر دیا المؤلفہ یہ شکر کا مقام کہ ملکہ معظمہ شاہنشہ ممالک ہندوستان ہوئین وہ کون ہی جو اس نوید بہجت افزا کے سننے سے خوش نہو گا یہ وہ امر ہی کہ جسکے سننے کو ہمارے کان مشتاق تھے اور ہماری آنکھین مدت سے دیکھنے کی تھین اور تصدق ہونے کو ہمارے دل راضی تھے اور جان قربانی کی منتظر تھین اب ہی خداوند کریم اپنی توحید عام کرے جب تک جہان ہی شاہنشہ ممالک ہندوستان رہے اب ہمکو خطاب شاہنشاہی کے قبول کرنے سے خاص ایکقسم کا تعلق اپنی شاہنشاہ بیگم سے ہوا اسطرح کہ کسی زمانے مین شاہان مغلیہ نار اسد ہو انسے تھا اسواسطے ضرور ہوا کہ بخیال حق نمک سرکار اون امور کا مذکور کرین جو واسطے اظہار اخلاص و ارادہ و بہتری رعایا کے موثر قوی ہون اپنی منصف گورنمنٹ کی عنایت اور ملکہ معظمہ کی شفقت مادری پر بھروسا کرکے گذارش کرتا ہون اول نائب السلطنت کا تغیر اور تبدل گو نظام سلطنت کے مقتضی ہی لیکن اوس امر کو نہایت ضروری جو واسطے عظمت شاہنشاہی کے برتا جاتا ہی قدم

گورنمنٹ علاوہ دربار عام کے تحلیے کی ملاقات کا قاعدہ بھی کہ جسمین ادنی درجے کے آدمیون کی بھی بشرط ضرورت رسائی ممکن ہو جاری کرے کہ ہر مستغیث اور مظلوم بلا تعرض اہلے اپنی گذارش حال تحریرا یا تقریرا کرلے ششم قدیم خاندانون کے رئیس جو بگڑ گئے ہین اونکی مراعات ہونی چاہیے یا جو اونکے ملک و دولت پر از راہ جبر متصرف ہو گئے ہین اونسے کرائی جاوے دیکھو قدیم زمیندار جسے کھو ییشلک کہتے ہین باوجود سید خلی کے مستحق دیہ سمجھا گیا ہی تو یہ اپنی پرورش کے بدرجہ اولی مستحق ہین چہارم جو ضلع جس رئیس کی ریاست کے قریب ہو اوسکی کمشنری یا مجسٹری اوسی رئیس کے سپرد ہو اسمین علاوہ اعتبار و تعلیم امرا تخفیف سرکار بھی متصور ہی پنجم جو رئیس یا رئیس زادہ قدیم لیاقت علمی و پولٹکل رکھتا ہو سرکار سے اونکی پرورش ہو اور خطاب سے سرفراز فرمائے جاوین اور یہ بذریعے اعلان اور اخبار کے دریافت ہو سکتا ہی ششم ترمیم اون قوانین کی جنکے اہل ہند شاکی ہین ہونا چاہیے ہفتم اہل ہند کو عہدہ جلیلہ ملنا چاہیے ہشتم مدارس قواعد حرب واسطے تعلیم عام اہل ہند کے مقرر کیے جاوین نہم مدرسون علمی مین خاص شرفا کو علم سکھایا جاوے اور مدرسون تعلیمی مین عوام کو ہنر سکھایا جاوے کہ دونون قومین مرفہ الحال ہون حضور کی دعاگوی ترقی اقبال ہون کہ وہ علم کی بدولت فربہ اور دائین اور یہ لپنے ہاتھون کی کمائی کمائین شفقت گورنمنٹ کی ہمارا اصلاح حال اور ہمدردی مین پورا پورا فرض ادا کر رہی ہی اور ہمین بھی اوسکی عنایتون پر جو وقتا فوقتا مبذول ہین کامل بھروسا ہی تم ترسے ہمارے جیل کی خبر لے رہے ہین دارالشفا ئین امراض و اسقام اور بیماری اور دکھ درد کی ہمارے ملک مین ہین تھوڑی تو بچانے بڑے بڑے دشمنون سے ہمارے ملک و جان بچانے کو مستعد ہین پولس ہمین چورون اور ٹھگون سے محافظت کے لیے شب و روز سرگرم نگہبانی ہی تار ہمین دم دم کی خبر دیتا ہی ریل ہمین جلد منزل مقصد پر پونچا دیتی ہی عدالت ہمارے مخالفون سے بدلا لے رہی ہی یہ سب سامان ہماری بیفکری اور آرام کے ہین جہان یہ سب باتین اور ہزارون طرح کی عنایتین ہون وہان اگر ایک آدھ بات مبطل عیش اور مخل صحبت پائی جاوے تو ایسی

اسکو عدم توجہی گورنمنٹ پر محمول کرنا کمال ناشکری ہے بلکہ یہی کہنا مناسب ہے کہ سرکار کے گوش گذار نہیں ہوئی ورنہ ممکن تھا کہ اس امر کا کو اتفاقیہ ہے بندوبست قرار واقعی ہو تا چہ جائکہ سرکار کو ایک مرتبہ تجربہ حاصل ہو گیا ہو اور یہ امر ایسا ہے کہ جب سوچتے ہین تو بخیال مہر و ہمدردی ہمارے عیش و آرام و خوشی و بیفکری کو طپش او بیکلی اور غم و تفکرات سے مبدل کر دیتا ہے جب قحط بنگالہ کا خیال آتا ہے تو ہمارے ہوش و حواس باختہ ہو جاتے ہین کہ جناب نواب مستطاب ناتھ بروک صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند سا کرم فرما ہوا اور تمام ہندوستان اور اہل یورپ شریک معاونت ہوئن اور ملک پنجاب اور دور دور ملکون سے غلہ جاوے تب بیچارے بنگالیون کی جان بچے اگر حضور توجہ نکرتے یا ہندو انگلنڈ مدد نہ دیتا اور ملکون مین پیداوار کی قلت کی اسقدر ہوتی تو پھر کیا حال ہوتا باوجود اس صدمہ عظیم کے ابتک اسکا کچھ انتظام نہین گو کہ ہم اس قابل نہین کہ اپنی قوم اور ملک کی بہبودی مین کسیطرح مدد دین یا معاملات مالی و ملکی مین معاونت کرین لیکن گورنمنٹ کی اوس آزادی کے بھروسے پر جو ہمکو ہوا خواہی سرکار اور اصلاح قومی کے بارے مین حاصل ہے ایسے گئے گذرے بھی نہین کہ زبانی جمع خرچ سے درگذر کرین تو مخلص کی رائے اس بارے مین یہ ہے کہ ہر ضلعے مین سرکار کچھ غلہ بھی خرید لیا کرے اور وہ بوقت فصل آئندہ فروخت ہو جایا کرے اسمین چند فائدے عمدہ متصور ہین اول رعایا کو تحصیل دینے مین آسانی ہو گی دوم بیوپاری مہاجن بوجہ غلہ سرکاری نرخ گران نکر سکینگے سوم سرکار کو بھی فائدہ کلی ملیگا چہارم وہ غلہ قحط کے وقت کام دیگا

نہم حکیم خطرہ جان

جو جو کچھ سرکار نے حفاظت جان کے لیے بندوبست کیے کچھ ایسے پوشیدہ نہین لکھوا ...... مہیری تشریح کے محتاج ہون سب جانتے ہین جان تو بہت عزیز چیز اور عدیم البدل ہے اسکے جسمی اور دلی صعوبات بچنے کے واسطے وہ وہ بندوبست ہوئے کہ سلطنت سے خلقت تک سیکو سے سے کوئی دقیقہ انتظام باقی نچھوڑا لیکن مین حیران ہون کہ بندوبست اون جہلا کا جو اپنکو لباس حکما میں چھپائے ہوئے ہین اور یہہ مشہور کرتے ہین تو ہزار دل بیگناہ ہو کا خوف

مضامین ہر دو اور نازک خیالیون سے فکر کو قوت دین تاکہ رفتہ رفتہ مدرکہ کو اس درجہ قوت کمال حاصل
ہو کہ دقائق و نکات اور باریک باتین جو اپنی قوم اور ہمسرون کے مفید مطلب ہون ذراسی توجہ مین دریافت
کرلین کیونکہ جب مرآت خیال کہ جسکو آئینہ اور درپن بھی کہتے ہین ہر طرح کی صیقل مشق سے صاف
ہوگیا تو اب ہم جب وہمین جو چیز دیکھینگے بہت صاف اور بلا کدورت نظر آجاویگی یہان تک تو ہمارا دعوی
اور دعوے کی دلیل ہوئی اب اصل مطلب لیجیے کہ حسب تحریر مین نے بھی چاہا تھا کہ اپنی یاوہ گوئی
کبھی کبھی بشرط فرصت اس غرض سے کہ لمؤلفہ باعث فرحت اصحاب تماشا ہونگے بدلائل صحبت
ارباب تمدن مسمی بہ انجمن مین روانہ کیا کرون لیکن مین بلا تصنع کہتا ہون کہ میری کج مج بیانی اور
سیدھی سادھی بول چال بجز سمع خراشی کے یہ رتبہ نہین رکھتی کہ آویزہ گوش سامعین ہو
ظاہر قیاس یون چاہتا ہے کہ جب کوئی مہتمم اخبار پہلے پہل کسی صاحب کی خدمت مین اپنا اخبار روانہ
کرے تو در صورت طلب اور منظوری مشتری کے روانہ کیا کرے اور سکوت یا امتناع کی حالت مین
اخبار روانہ کرنا فضول ہے مگر اب بخلاف اسکے بعض حضرات نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ باوجود عدم خواہش
اور صریح ممانعت کے بھی اپنا اخبار روانہ کیا کرتے ہین اور عدم رسید خط کا عذر پیش کرکے مدتہا
مسند رہا اخبار کو ذریعہ دعوی گردان کر مطالبہ قیمت کا کرتے ہین اور پھر بھی اخبار روانہ کرنے سے
باز نہین آتے اور صریحاً اپنا نقصان اور بدنامی وہمی فائدے پر کرتے ہین اور در صورت عذر و انکار کے
الفاظ ناجائز اور بیہودہ سے دیتے ہین اور وہ باتین جو کسر شان عمائد سے متعلق ہین زیب صفحات
اخبار فرماتے ہین اور یہ امور ناجائز ایسے ہین کہ اکثر بھلے مانس جنکے کوئی نام سے بھی واقف نہ تھا
وہ بطفیل ان اخبارات کے اپنی برائی مجمع عام مین سنتے ہین یہ ہمدردی کا صلہ ہے بھلا پھر وہ خریداری
اخبار سے کیونکر نہ جھجکین اور خریدار اپنا خیر اپنی مالی ہمتی کو کمائی تک کام مین لاوین آخر اوسکی بھی
کوئی حد معین ہے افسوس ہے اگر یہی ڈھنگ رہا تو تھوڑے دنون مین ترقی کی جا تنزل کی صورت نظر آئیگی جنہون
نے کچھ دل جلایا ہے اونکے کان ابھی سے کھڑے ہو چلے ہین یہ حضرات اپنے پانون مین کیا بلکہ ہر ایک کے
سینے مین کلہاڑی مارتے ہین اس سے بھی عذر کرتے ہین کہ ہم اسی قابل ہین

ست مآب کو یا آفت ہی گو یہ حالت ایک مدت تمادی طاری نہیں رہتی لیکن دو چار دن میں زہ
پیچیان ہوش اڑاتی ہی کہ خدا کی پناہ ادھر سو سو مرتبہ ہاتھ گریبان کو جاتے ہین ادھر چاک گریبان
پانون پھیلاتے ہین آدمی ہر دم کف افسوس ملتا ہی ڈگ ڈگ پر چلنے مین قدم پھسلتا ہی آنکھ سے
اشکباری ہوتے ہوتے خون جاری ہوتا ہی رخسار گلناری ہوتا ہی منہ پر ہوائی سی چھوٹتی ہی
رنگ ہوا ہوتا ہی کچھ نہیں معلوم ہوتا ہی کہ پھر وہ کہان جاتا ہی کیا ہوتا ہی سانس کلیجے مین مثل
پھانس گڑتی ہی گفتگو کرنے مین بات حلق مین اڑتی ہی بات بگڑتی ہی تنہائی سے صحبت عیش
وعشرت سے نفرت ہو جاتی ہی کھنڈر اور جھاڑ جنگل پہاڑ بھلے معلوم ہوتے ہین بازار سے جی
بیزار اور گورستان سے سروکار شہر خموشان اور سونا پورے سے جی مسرور سیر باغ سے داغ
حاصل ہوتا ہی سبزہ زہر لگتا ہی سنبل کالے سانپ کی طرح کاٹے کھاتا ہی نونہال سبز نخل ماتم سے
ہوتے ہین نغمہ بلبل نالہ جانکاہ ہی صدائے طائران خوش الحان نہین کیفیت آہ ہی آسیب غضب
یہ ہی کہ تصور و خیال اور آفت ڈھا رہا ہی ہ تصور مین ہوا وس سے دو بدو ہم کیا کرتے
تھے پھر ون گفتگو ہم ہر دم خیال زلف و خد و خال جان کو وبال ہوتا ہی دم بدم اور ہی کچھ حال
ہوتا ہی زلف گرہ گیر پیچ وحشت کو زنجیر خدنگ غمزہ جب ہو سار ہوتا ہی ایک تیر ہی کہ کلیجے کے پار
ہوتا ہی الغرض ساری زندگی بیکار ہو جاتی ہی دم ناک مین آ جاتا ہی جان رک رک کر گلے کا ہار ہوتی
ہی کبھو جھلی بری لگتی ہی سارا مکان کیا بلکہ آسمان آنکھون مین گھومتا ہی زمین پانون کے تلے
چکر کھاتی ہی گردون گنبد ماتم سرا ہو ستارے سے آنکھون مین کھٹکتے ہین سچ پوچھو تو ایسی زندگی سے
ہزار درجے موت بہتر ہی کہ مرض کا کھٹکا نہ مرگ کا غم ذرا دیکھو تو ہاتھ دنیا سے دل سے اٹھا کے پانون
پھیلا کے کس آرام سے سوتے ہین کیا مزے کی نیند ہی ہ کچھ ایسے سوے کہ لی نہ کروٹ
مسافران رہ عدم نے سدا آنکھ کھولی نہ منہ سے بولے چلے گئے ہم اونکو جگا جگا کر ہ لو ہمی سے صد ہا ت
زندگانی بھول گئے کیا خاک بولین یا آنکھین کھولین مگر چشم انصاف سے ذرا دیکھو کہ زندگی
مین ہزارون لطف و کیفیت کو ایک خدا سا صدمہ باطل کر دیتا ہی اور دکھ صدمون کو کتنا ہی جنبش و عشرت

خاتمۃ الطبع

بموجب عنایت مفضل منعام یہ رسالۂ نافعہ موسومہ بہ مرقع تہذیب کہ واسطے انتظام
تمدن کے دستور العمل اور تعلیم تہذیب اخلاق کے لیے دست آویز اکمل ہے
تالیف لطیف اور تصنیف شریف مجمع مکارم اخلاق منبع معاظم اشفاق
جناب کمالات نصاب ذوالمجد والمفاخر محمد عمر علیخان صاحب بہادر
رئیس باسودہ لازال بالعز والاقبال عشرۂ اخری ماہ ربیع الاول مبارک
سنہ ۱۲۹٦ ہجریہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو حسب فرمایش
مصنف ممدوح الصدر مطبع نظامی واقع کانپور میں اہتمام عاجز
امیدوار رحمت ایزد سبحان محمد عبد الرحمن
بن الحاج محمد روشن خان قدہما اللہ تعالے بالرحمۃ
والغفران سے بحلیۂ تصحیح آراستہ اور بزیور طبع
پیراستہ ہوا

وجہ ختم بر خاتمہ

واسطے سند کے کہ یہ رسالہ
مطبوعہ مطبع نظامی ہے مہر اور
دستخط ثبت کیے گئے

[illegible] بن حاجی محمد روشن خان [illegible] حنفی [illegible]

یارب ز گناه خویش منفعلم
وز قول بد و فعل بد خود خجلم
فیضی بدلم ز عالم قدس رسان
تا محو شود خیال فاسد ز دلم